پندرہ روزہ

الہلال

ٹورانٹو ۔ کنیڈا

قیمت: ۵۰ سینٹ

۹ ربیع الاول ۱۴۰۲ھ
۵ جنوری ۱۹۸۲ء

بیرونِ وطن پاکستانیوں کا ترجمان ۔ شمالی امریکہ میں اردو کا سب سے پہلا اور کثیر الاشاعت اخبار

جلد: ۱۰
شمارہ: ۲۰

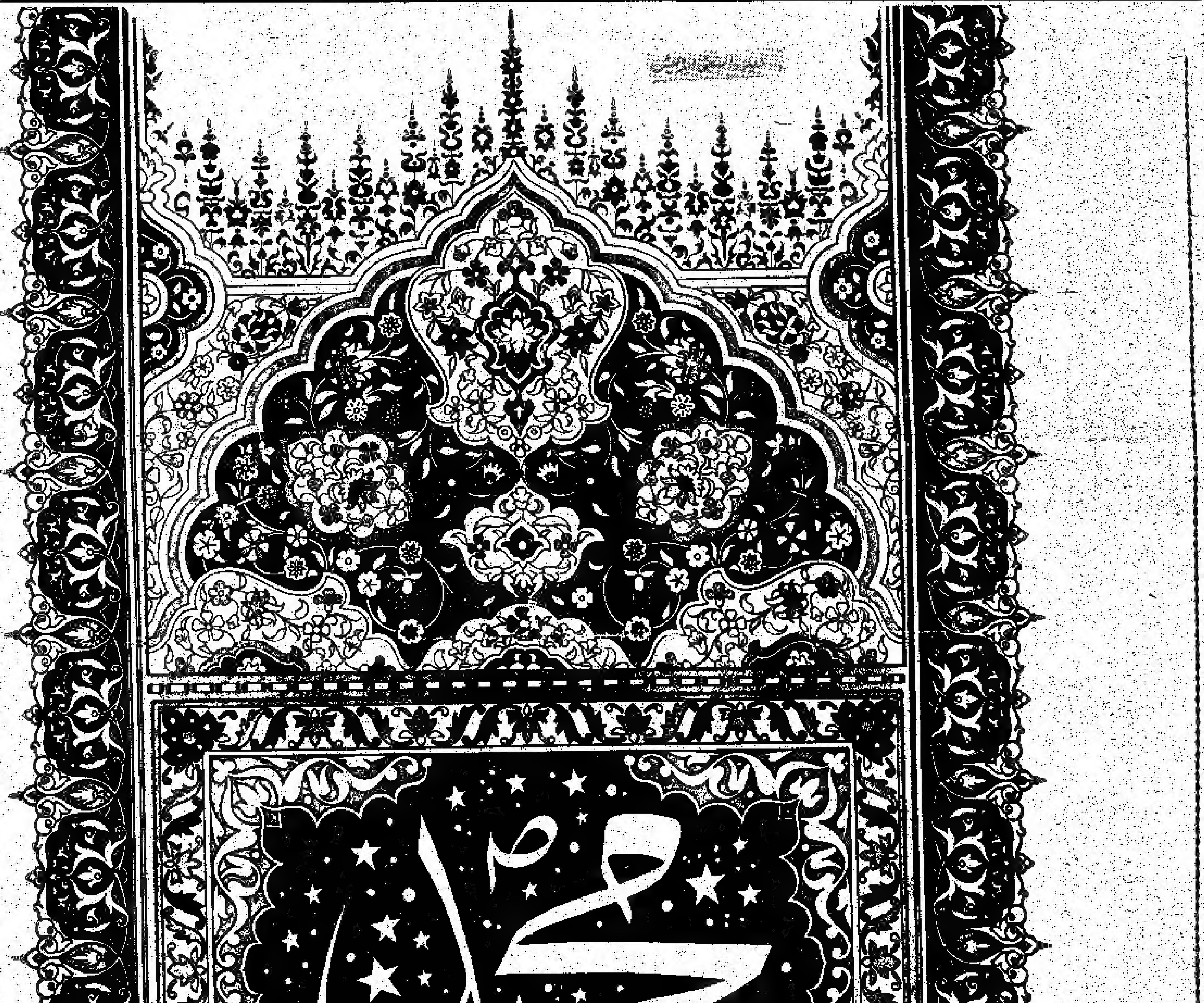

مطالعۂ سیرت
کیوں اور کیسے؟

نعیم صدیقی

بہت سے مسلمان ایسے ہیں جو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت سے ساری دلچسپی محض تبرک کے لئے رکھتے ہیں (اس سے انکار نہیں کہ حضور سے قرب کی ہر کوشش خدا کی بارگاہ میں پسندیدہ ہے اور اس پر اجر کی توقع رکھنی چاہیے لیکن اس کوشش کا اولین مدعا زندگی کا سنوارنا بھی تو ہو) دھوم دھام سے میلاد کی محفلیں منعقد کی جاتی ہیں اور اس اعتقاد سے کی جاتی ہیں کہ ان مجالس میں حضور کی روح پرفتوح جلوہ گر ہوتی ہے اور اپنے پیروؤں کی محبت کے مظاہر کو دیکھ دیکھ کر خوشنود ہوتی ہے۔ شیرینی کے طشت، پھولوں کے گجرے اور باجا، قوالی اور نعت خوانی کے اہتمام، اگر بتیوں اور پھولوں کی خوشبو ڈالنے کے مرتبے، قمقموں اور فانوس کی ضو پاشیاں یہ سب کچھ اس اعتقاد کے ترجمان ہیں۔ سیرت نبوی سے اس انداز کی عقیدت جو نقشہ سامنے لاتی ہے وہ کسی انسان کا نقشہ نہیں ہے، گوشت پوست سے بنے ہوئے کسی آدم زاد کی شخصیت نہیں بلکہ ہم ایک فوق الانسان ہستی سے متعارف ہوتے ہیں جس کا پیکر نور سے ڈھلا ہے جس کے جسم کا سایہ نہیں جس کے کارنامے میں سارا پاٹ معجزوں کا ہے جو عالم اسباب کے قوانین سے بالاتر ہے جس کے سارے کام فرشتے انجام دیتے ہیں اور جس کی ہر بات ہر چیز پراسرار ہے۔ انکار نہیں کہ انسانی زندگی کے مقابلے میں حضور کا روحانی اور اخلاقی پایہ بدرجہا بلند ہے وہاں بہت سی فوق العادت چیزیں بھی ملتی ہیں وہاں معجزے بھی ہیں اور وہاں فرشتے بھی حرکت کرتے نظر آتے ہیں مگر بہرحال وہ پاک زندگی ایک انسان کی ہے اور اس کی عظمت کا احساس ہی یہی ہے کہ ایسی لا مثالی زندگی ایک انسان نے پیش کی وہاں توہمات، خطرات اور قدیمی تاریخ و حدیث کے دائرے میں سادہ کام ہوتا ہے اور کامیابی کی راہ کے ایک ایک چپے پر قربانیاں پیش کی جاتی ہیں۔ وہ ایک انسان کی زندگی ہو کر ہمارے لئے اسوہ بن سکتی ہے اور اسی کے تصور کے ساتھ ہم اس سے اکتساب کر سکتے ہیں اس سے جرأت و ہمت کا درس لے سکتے ہیں اس سے اصول کی پابندی اور فرض شناسی کا سبق سیکھ سکتے ہیں اس سے انسانیت کی خدمت کا جذبہ اخذ کر سکتے ہیں اور اس سے بدی کی طاقتوں کے خلاف معرکہ آرا ہونے کے لئے ایک تڑپ اپنے اندر پیدا کر سکتے ہیں۔ سیرت نبوی کو اگر تم معجزہ بنا دو گے اور اگر اسے فوق الانسانی کارنامے کا رنگ دے دو گے تو پھر مٹی کے بنے ہوئے انسانوں کے لئے اس میں نمونہ کیا رہ جائے گا۔ ایسی ہستی کے سامنے ہم مرعوب اور حیرت زدہ تو ہو سکتے ہیں اس سے ہم عقیدت تو رکھ سکتے ہیں اس کا اتباع نہیں کر سکتے۔ چنانچہ جہاں عقیدت مندی کا یہ خاص رنگ پہنچا ہے وہاں جتنا گہرا ہوتا جاتا ہے عملی زندگیاں اتباع نبوت سے اتنی ہی آزاد ہوتی جاتی ہیں بلکہ انتہائی حالت یہ ہے کہ گھناؤنے معاشی اور معاشرتی جرائم کے ریکارڈ میں جو لوگ جرم کے خم ٹھونکتے ہیں وہ اسی سستے طرز سے مظاہرۂ عقیدت کر کے اپنے ضمیر کو اطمینان دلاتے ہیں کہ ہم

کچھ بھی ہیں لیکن تیرے محبوب کی امت میں ہیں

دوسری طرف مغرب سے ایک دوسرا رجحان آگے بڑھ رہا ہے جسے اعاظم پرستی (HERO WORSHIP) کہا جاتا ہے۔ یہ رجحان اپنی اصلی روح کے اعتبار سے قوم پرستانہ جذبات کا آئینہ دار ہے۔ ایک طرح کا قومی تفاخر ہے جو دوسروں کے سامنے ماضی کی نمایاں شخصیتوں کا مظاہرہ کر کے یہ رجحان گویا یہ کہتا ہے کہ دیکھو ہمارے پاس ایسی اور ایسی ہستیاں ہیں۔ ہماری تاریخ میں کتنے اونچے پایہ کے بزرگ ہو گزرے ہیں اور ان کے یہ یادگار کارنامے ہیں جن کے ہم وارث ٹھہرے ہیں اور جو ہمارے لئے سرمایۂ افتخار ہیں۔ اس رجحان کی علامت یہ ہے کہ یہ ہمیشہ کھوکھلا ہوتا ہے اور اس کے تحت ہر قوم متعدد شخصیتوں کے ایام وفات، ایام پیدائش اور دوسرے یادگاری دن بڑے ٹھاٹ باٹ سے مناتی ہے گویا یہ ایام کہیں بھی ان شخصیتوں سے استفادے کا ذریعہ نہیں بنتے۔ انسانیت کے جن نمونوں کو بعد تفاخر دوسروں کے سامنے پیش کیا جاتا ہے ان کا کوئی پرتو پیش کرنے والوں کی اپنی زندگی میں دکھائی نہیں دیتا اور نہ کبھی اس پرتو کو اخذ کرنے پر توجہ دی جاتی ہے۔ اسی رجحان کے ساتھ حضور کی یاد تازہ کرنے کے لئے جو تقاریب منعقد ہوتی ہیں دیکھئے تو ایک خاص طرح کی باتیں ہمیشہ کہی جاتی ہیں مگر زندگی پر ان کا کوئی اثر ہوتا نہیں ہوتا۔

تیسرا غلط نقطۂ نظر وہ ہے جو حضور کے پیغام کو ایک نظام حیات کا پیغام نہیں سمجھتا بلکہ ایک مذہب کا پیغام قرار دیتا ہے۔ اس نقطۂ نظر سے جو لوگ متاثر ہیں ان کا تصور یہ ہے کہ حضور بس چند اعتقادات، چند رسوم عبادات، چند اور دوسری لفت چند اخلاقی سفارشوں اور چند فقہی احکام پہنچانے آئے تھے اور آپ کا منشا ایسے انسان پیدا کرنا تھا جو شخصی طور پر مسلمان کی شان پیدا کر کے ہر گندے سے گندے نظام کے لئے بہترین کارکن ثابت ہوں۔ ایسے عنصر حضور کو نسبا طہارت، نماز، روزے، تو اپنی ذاتی کردار اور انفرادی اخلاق کی حد تک تو کشاں کشاں کھینچ لاتے ہیں لیکن تمدنی زندگی کے وسیع تر معاملات میں وہ پوری کی پوری شان سے جس کے ساتھ ہر بدعملی کے کام آتا ہے اور ہر فساد کے ساتھ سازگاری کر لیتا ہے اس عنصر نے گویا سیرت نبوی کی مقدس کتاب کے بے شمار اوراق کو فراموشی کی سرزمین میں دفن کر دیا ہے اور بس ایک مقدمے کی نقل کر کے رکھ لی ہے جس میں لکھو گئے ہیں۔ اس عنصر نے اب تک حضور کی جو ترجمانی کی ہے اس سے متاثر ہو کر دور حاضر کو کوئی غیر قوم تو کیا خود تعلیم یافتہ نوجوان مسلم تک یہ تصور بھی نہیں کر سکتے کہ حضور ان کے لئے قافلہ سالار تمدن بھی ہو سکتے ہیں اور ان کی بارگاہ سے تازہ ترین الجھن مسائل کا کوئی حل بھی مل سکتا ہے یہ نقطۂ نظر بھی حضور کی ہستی کے لئے ایک مقدس حجاب بن گیا ہے۔

یہ غلط نقطہ ہائے نظر پنپ اس لئے رہے ہیں کہ فضا ان کے لئے سازگار ہے، فضا یوں سازگار ہے کہ جس نظام سیاست و تمدن اور جس ہیئت معیشت و معاشرت سے ہم دوچار ہیں اسے خاص نقشے کا انسان درکار ہے اس مشین کو ایک خاص ڈھنگ کے پرزوں کی ضرورت ہے وہ بالکل دوسری ہی سیرت افراد میں دیکھنا چاہتا ہے اس کا کام ایک اور ہی طرز کے ذہن و کردار سے چلتا ہے دوسرے لفظوں میں یہاں عملی زندگی کے سب سے اہم گوشوں میں اس سنت کی ضرورت ہی نہیں جیسے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت پیش کرتی ہے اور یہاں معاشرے میں اس ساختہ فکر و عمل کی مانگ ہی نہیں ہے جو آنحضور کی زندگی سے اخذ کیا جا سکتا ہے موجودہ زندگی کا اجتماعی نظام جس طرز کے وزیر، حکام، جج اور وکیل اور لیڈر، صحافی، سپہ سالار، سپاہی، کوتوال اور پیادے، تحصیلدار اور پٹواری، ڈپٹی کمشنر اور منیجر اور زمیندار اور عزرائیل، مصنف اور ادیب اور عالم فقہ اور مزدور مانگتا ہے ان کا نقشۂ انسانیت اس سے بالکل متضاد قسم کا ہے جس کا بہترین مظاہرہ سرور عالم نے تاریخ کے آنگن پر فرمایا۔ چلتے ہوئے نظام کی مانگ کے مطابق گھر گھر میں ماؤں کی محبت کی گودیں اور باپوں کی شفقت کی نگاہیں اولادوں کو پال رہی ہیں، ان کی ضروریات کا لحاظ رکھ کر ادارہ ہائے تعلیم و تربیت ہیں جو سال ایک ایک فرد پر صرف کر کے کام کے پرزے بنا رہے ہیں اور اسی کے تقاضوں کے تحت ہر صاحب شعور خود اپنے ذہن و کردار کو ایک خاص شکل دینے میں سارا عرصہ رہتا ہے۔ یہ نظام جن جن چیزوں کو پسند کرتا ہے انہی کو معاشرہ اپنے افراد میں از خود پیدا کرتا رہتا ہے اور جن جن چیزوں کو حقارت اور کراہت سے دیکھتا ہے ماحول کی پوری طاقت ان کو مٹانے کے درپے رہتی ہے یہ نظام جس بولی کو پسند کرتا ہے زبانیں آپ سے آپ اسی بولی کو بولنے لگتی ہیں یہ جس لباس کو پسند کرتا ہے وہ لباس از خود زیب بدن ہونے لگتے ہیں یہ ایک اشارہ کرتا ہے اور قدیم حیا و ارتھر اولوں کی پھر پیشوں کے چہرے سے نقابیں الٹ جاتی ہیں عزت کی وہ حق وہ ٹھہراتا ہے جسے یہ جو نظام رائج کرتا ہے اور ذلت کا طوق وہ قرار پاتا ہے جسے چلتا ہوا تمدن ناپسند کرے جن فنون کو یہ پسند کرتا ہے وہ ذریعہ مقبولیت بنتے ہیں اور جن جن مشاغل کو یہ مسترد کرتا ہے وہ نذر تغافل ہو جاتے ہیں یہ اپنی اقدار خود بناتا ہے اور تمام افراد سے منواتا ہے اور دوسری تمام روایات اقدار اور شعائر کو مرجھانا پڑتا ہے کچھ حیثیت دار افراد و خاندان ماحول کے جبری دھارے کے خلاف زور کرتے ہیں مگر معاشی محرومی، ثقافتی پسماندگی اور احساس کمتری کا دباؤ اتنا سخت ہوتا ہے کہ وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ وہ اپنے آپ کو ماحول کے حوالے کرتے جاتے ہیں ورنہ ان کی اگلی نسل ہمت چھوڑ بیٹھتی ہے اب ایک دنیا کی دنیا جو اپنی سیرت کی تشکیل شعوری طور پر بھی اور غیر شعوری طور پر ماحول کے مطابق کرنے لگتی ہے وہ سرور عالم کی سیرت پر کتابیں مانگے لکھے اور پڑھے بھی اور وعظ سنے اور سنائے بھی تو اس کے ذوق لوگوں کے اندر آنے کہاں سے ہے؟

سچی بات یہ ہے کہ سیرت نبوی ہیں ان لوگوں کیلئے کوئی پیغام ہے ہی نہیں جو کسی غیر اسلامی نظام سے بھی بہبات بنا رکھنا چاہتے ہوں اور جن کے مفاد کسی باطل سے چپک گئے ہوں۔ یہ لوگ سیرت پڑھ کر سر دھنتے ہوں گے۔ ان کو ذہنی حظ حاصل ہو گا۔ ان کی معلومات میں اضافہ ہوتا ہو گا لیکن ان میں یہ تحریک کہاں سے آئے گی کہ وہ اس سیرت کے سانچے میں ڈھل سکیں۔ ان کا جمود کسی طرح ٹوٹ نہیں سکتا۔

لیکن ہم کہتے ہیں کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی داستان حیات رستم و سہراب کا قصہ نہیں، الف لیلیٰ کی کہانی نہیں اور کسی خیالی کردار کا افسانہ نہیں اس کا مقام ہرگز نہیں ہے کہ اسے ہم علم و ادب کے لذیذ چٹخاروں کا محض ایک سرمایۂ رونق بنائیں۔ اس کی قدر و قیمت اجازت نہیں دیتی کہ اسے ہم محض ذہنی لذت حاصل کرنے کیلئے استعمال کریں اس کا احترام یہ کہتا ہے کہ ہم اسے مجرد قومی تفاخر کے جذبے کی تسکین کا سامان نہ بنائیں۔

میرا حاصل مطالعہ و تحقیق یہ ہے کہ ہم نے مطالعۂ سیرت کا صحیح بنیادی نقطۂ نظر گم کر دیا ہے اور اس کی جگہ غلط نقطہ ہائے نظر کار فرما ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ اس کا دور دور تک محبت و عقیدت کے بے شمار مظاہر موجود ہونے کے باوجود وہ سیرت پر دماغی کاوشیں صرف ہونے کے باوجود ہماری تاریخ کے افق سے وہ بیان نسل غائب نہیں ہو رہا جس کا نمونہ کامل حضور نے پیش فرمایا تھا۔ حضور کی سیرت ہمارے اندر ہر گز اس طرح جلوہ گر نہیں ہو سکی کہ ہم اس نصب العین کیلئے ویسی ہی جدوجہد کرنے کیلئے اٹھیں۔ حضور کی پوری زندگی کو ہم نے نقد پیتے تھے جدوجہد اپنے لیے کی سیرت پیدا کرنے کا ذریعہ نہیں ہو سکتی ہے اور حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت ایک فرد کی سیرت نہیں ہے بلکہ وہ ایک تاریخی واقعہ کی داستان ہے جو انسانی پیکر میں جلوہ گر ہوئی۔ وہ زندگی سے کٹے ہوئے ایک درویش کی سرگذشت نہیں ہے جو گوشہ نشین ہو کر محض اپنی انفرادی تعمیر سے فارغ ہو بلکہ وہ ایک ایسی ہستی کی آپ بیتی ہے جو ایک اجتماعی تحریک کی روح رواں تھی۔ وہ محض ایک انسان کی نہیں بلکہ ایک انسان ساز کی روداد ہے وہ عالم نو کے معمار کے کارناموں پر مشتمل ہے۔ ایک پوری جماعت، ایک انقلابی تحریک اور ایک ہیئت اجتماعیہ اس کارنامے کی تفصیل اپنے اندر لئے ہوئے ہے۔ سرور عالم کی سیرت غار حرا سے غار ثور تک، حرم کعبہ سے طائف کے بازاروں تک، امہات المومنین کے حجروں سے میدان ہائے جنگ تک چاروں طرف پھیلی ہوئی ہے اس کے نقوش بے شمار افراد کی کتاب حیات کے اوراق کی زینت ہیں۔ ابوبکر و عمر و عثمان و علی، عمار یاسر، خالد و خویلد اور بلال و صہیب رضوان اللہ علیہم اجمعین سب کے سب ایک ہی کتاب سیرت کے اوراق ہیں۔ ایک چمن کا چمن ہے جو جس کے لالہ و گل اور نرگس و نسترن کی ایک ایک پتی پر اس چمن کے مالی کی زندگی رقم ہے وہ قافلہ بہاراں وقت کی جس سرزمین سے گذرتا ہے اس کے ذرے ذرے پر رنگ کا بہترین ثبت کر گیا ہے دنیا کی اس بلند ترین شخصیت کا اگر سیرت نگاری میں محض ایک فرد بنا کر پیش کیا جائے اور سوانح نگاری کے مروجہ طرز پر اس کی زندگی کے بڑے بڑے پہلوؤں، اس کی نمایاں مہمات اور اس کے اخلاق و عادات کو بیان کر دیا جائے، کچھ تاریخوں کی چھان بین اور واقعات کی کھوج کرید کر دی جائے تو ایسی سیرت نگاری سے صحیح مقصد ہرگز پورا نہ ہو گا۔

پھر سرور عالم کی زندگی کی مثال ایک جوہر کے ٹکڑے جیسی نہیں کہ جسے ایک کتاب کے ایک مختصر پیکر میں ہم ایک نظر میں جائزہ لے لیں وہ ایک بہتا ہوا دریا ہے جس میں حرکت ہے روانی ہے کشمکش ہے، جھاگ و حباب ہیں، سیپیاں اور موتی ہیں اور جس کے پانی سے مزرعہ ملت ہائے مسلسل زندگی پا رہی ہیں اس دریا کا عرفان اس وقت تک نہیں ہو سکتا جب تک اس کے ساتھ ساتھ رواں ہوا نہ جائے۔ یہی وجہ ہے کہ سیرت کی بہت سی کتابیں پڑھ کر نادر معلومات ملتی ہیں لیکن ہمارے اندر تحریک پیدا نہیں ہوتی جذبے انگڑائی نہیں لیتے، عزم و ہمت کی رگوں میں نیا خون نہیں دوڑتا، ذوق عمل میں کوئی حرارت نہیں آتی ہماری زندگیوں کا جمود نہیں ٹوٹتا اور عشق اور قدم اٹھانے کی ہمت نہیں کرتے۔ جس کی گرمی نے ایک مکہ و مدینہ اور ایک مرد سامان فرد کو قرنوں کے جمے ہوئے فاسد نظام کے خلاف معرکہ آرا کر دیا۔

اصولاً جس حضور معروف اصطلاح کے تحت حضور کا اسٹالنی نقطۂ ایک "بڑے آدمی" نہ تھے آپ کی سیرت ایک ایسے "بڑے" یا "مشہور" آدمی کی داستان نہیں جیسے لوگوں کو مشاہیر کے سوانحی سلسلوں میں گنوایا جاتا ہے یہ "بڑے" اور "مشہور" آدمیوں سے بہت اونچی چیز ہے۔

دنیا میں بڑے آدمی بہت پیدا ہوتے اور ہوتے رہیں گے بڑے لوگ وہ بھی ہیں جنہوں نے کوئی اچھی تعلیم اور کوئی تعمیری فکر پیش کر دی، وہ بھی ہیں جنہوں نے اخلاق و شائستگی کے نظام سجائے، وہ بھی ہیں جنہوں نے اصلاح معاشرہ کے کام کئے وہ بھی ہیں جنہوں نے ملک فتح کئے اور بڑی بادشاہتوں کی میراث چھوڑی، وہ بھی ہیں جنہوں نے عظیم الشان سلطنتیں چلائیں اور وہ بھی ہیں جنہوں نے فقر و درویشی کے عجیب عجیب نمونے ہمارے سامنے پیش کئے، وہ بھی ہیں جنہوں نے اپنے سامنے انفرادی اخلاق کا اونچے سے اونچا معیار قائم کر دکھایا۔ مگر ایسے بڑے آدمیوں کی زندگیوں کا جب مطالعہ کرتے ہیں تو بالعموم یہی دیکھتے ہیں کہ ان کی قوتوں کا سارا رس اس زندگی کے کسی ایک خانہ میں سمٹ گیا اور باقی شعبے سونے رہ گئیں ایک پہلو اگر بہت زیادہ روشن ملتا ہے تو کوئی دوسرا پہلو تاریک دکھائی دیتا ہے ایک طرف افراط ہے تو دوسری طرف تفریط۔ لیکن نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی کا ہر گوشہ دوسرے گوشوں کے ساتھ پوری طرح متوازن بھی ہے اور پھر ہر گوشہ ایک چراغ ہے کمال کا نمونہ ہے، جلال ہے تو جمال بھی ہے روحانیت ہے تو مادیت بھی ہے معاد ہے تو معاش بھی ہے، دین ہے تو دنیا بھی ہے۔ اگر وہ سپہ گری بھی ہے مگر اس کے اندر خود ہی پاک کا رفرما ہے۔ خدا کی عبادت ہے تو اس کے ساتھ بندوں کے لئے محبت و شفقت بھی ہے۔ سختی اجتماعی نظام ہے تو فرد کے حقوق کا احترام بھی ہے، اگر مرکزیت ہے تو دوسری طرف جمہوریت، سیاست بھی ہے قوم کی قیادت بھی ہے مگر ساتھ ساتھ ازدواجی زندگی کا بھی پیرایا اور گھریلو زندگی بھی چل رہا ہے۔ مظلوموں کی دادرسی بھی ہے تو ظالموں کا ہاتھ پکڑنے کا اہتمام بھی ہے۔

آپ کی سیرت کے مدرسے سے ایک حاکم، ایک امیر، ایک وزیر، ایک افسر، ایک ملازم، ایک آقا، ایک سپاہی، ایک تاجر، ایک مزدور، ایک جج، ایک معلم، ایک واعظ، ایک لیڈر، ایک ریفارمر، ایک فلسفی، ایک ادیب ہر کوئی یکساں درس عمل لے سکتا ہے، وہاں ایک باپ کے لئے، ایک ہمسفر کے لئے، ایک پڑوسی کے لئے یکساں مثالی نمونہ موجود ہے۔ ایک بار جو اس درسگاہ تک آپہنچا ہے پھر اسے کسی دوسرے دروازے کو کھٹکھٹانے کی ضرورت پیش نہیں آتی۔ انسانیت جس آخری کمال تک پہنچ سکتی تھی وہ اس ایک ہستی میں جلوہ گر ہے اس لئے اس ہستی کو ہم انسان اعظم کے لقب سے پکارتے ہیں۔ جو ہمیں معلوم ہو تاریخ کے پاس انسان اعظم صرف یہی ایک ہے جس کو چراغ بنا کر ہر دور میں ہم ایوان حیات کو روشن کر سکتے ہیں کہ مختلف افراد نے اس سے روشنی لی لاکھوں ہزاروں نے اپنے علم و عمل کے دیئے اس کی لو سے جلائے، دنیا کے گوشے گوشے میں اس کا پیغام گونج رہا ہے اور دلیلیں آج کے ذہنوں پر گہرے اثرات اس کی دی ہوئی تعلیم کے پڑے ہیں کوئی انسان نہیں جو اس انسان اعظم کا کسی نہ کسی پہلو سے زیر بار احسان نہ ہو لیکن اس کے احسان مند اس کو جانتے نہیں اس سے تعارف نہیں رکھتے۔

اس کی ہستی کے تعارف اور اس کے پیغام کے فروغ کی ذمہ داری اس کی قائم کردہ جماعت پر تھی لیکن وہ جماعت

خود بھٹک گئی ہے اسوہ کے پیغام سے دیر دور جا پڑی ہے اس کے پاس کتابوں کے اوراق میں کیا کیا کچھ موجود نہیں لیکن اس کی کھلی ہوئی کتاب عمل کے اوراق پر انسان اعظم کی سیرت کی کوئی تصویر دکھائی نہیں دیتی اس کی جماعت اور قوم تک یہ جمعیت، اس کی سیاست، اس کی معاشرت، اس کے اخلاق، اس کے قانونی نظام اور اس کے کلچر پر اس کی سیرت کے بہت ہی دھندلے نقشے باقی رہ گئے ہیں اور وہ بھی بے شمار نسل نے فلسفوں میں خلط ملط ہو کر مسخ ہو رہے ہیں اس جماعت یا قوم کا اجتماعی ماحول زمین کے کسی ایک چپہ پر بھی یہ شہادت نہیں دیتا کہ یہ محمد کے دیئے ہوئے اصولوں اور اس کی قائم کردہ روایات و اقدار کا آئینہ دار ہے بلکہ الٹا یہ جماعت اور یہ قوم دنیا کے مختلف فاسد نظاموں کے دروازوں پر بھیک مانگتی پھرتی ہے اور ہر قائم شدہ طاقت سے مرعوب ہو کر ایسے سرمایۂ افتخار پر خود کو سارو دکھائی دیتی ہے اس نے قرآن کو غلافوں میں لپیٹ دیا ہے اور انسان اعظم کی سیرت کا گلدستہ بنا کر طاق نسیاں پر رکھ دیا۔

دوسرا غضب یہ ٹوٹا کہ اپنے آپ کو ایک مذہبی اور قومی حلقے میں بدل کر محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو محض اپنے قومی و مذہبی رہنما کی حیثیت دے دی اور اس بین الاقوامی ہستی کے پیغام اور اسوۂ حیات کو گروہی اجارہ داری بنا لیا حالانکہ آپ ساری انسانیت کے رہنما بن کر آئے تھے اور ساری انسانیت کے لئے پیغام اور نمونہ لائے تھے۔ غرض سیرت کو اس انداز سے پیش کرنے کی حق کہ انسانیت کا یہ ایک گوشہ ہے کہ جس کے سامنے میں ڈھل کر انسان اپنے اور اپنے نوع کی فلاح کا ذریعہ بن سکتا ہے اور مسائل سے گونا گوں انحطاط زاویوں سے نجات پا کر ایک پاکیزہ نظام تمدن حاصل کر سکتا ہے حضور کا پیغام اور اسوہ در حقیقت سورج کی روشنی اور بارش کے پانی اور ہوا کے جھونکوں کی طرح کا فیضان عام تھا لیکن اسے ہم نے اپنی نااہلی سے گروہی خول میں بند کر دیا۔ آج سقراط و افلاطون، ڈارون، میکیاولی، مارکس و فرائڈ و آئن اسٹائن سے تو ہر ملک و مذہب کے لوگ تھوڑا یا بہت استفادہ کرتے نظر آتے ہیں۔

ان میں سے کسی کے خلاف کسی گروہ میں تعصب کا رد عمل نہیں ہے لیکن محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے نوادر علم و حکمت سے استفادہ کرنے میں بے شمار تعصبات حائل ہیں۔ لوگ یوں سوچتے ہیں کہ محمد تو مسلمانوں کے ہیں اور مسلمان ہم سے الگ اور ہم مسلمانوں سے الگ ہیں لہٰذا مسلمانوں کے ہادی اور رہبر سے ہمارا کیا واسطہ! افسوس یہ ہے کہ اس حالت کے پیدا ہونے اور غیر معمولی حد تک جا پہنچنے میں ہمارے اپنے طرز عمل کا بہت بڑا حصہ ہے۔ یہ ہم ہی ہیں کہ جنہوں نے محسن انسانیت کی نہایت غلط نمائندگی کی ہے

جماعت اسلامی موجودہ حکومت کے ساتھ تعاون کر رہی ہے، میاں طفیل

پیشہ ورانہ تنظیموں سے متعلق جماعت کے ارکان مشاورتی کونسل کے رکن بن سکتے ہیں

لاہور ——— جماعت اسلامی کے امیر میاں طفیل محمد نے واضح طور پر اعلان کیا ہے کہ ان کی جماعت نے پاکستان کی موجودہ حکومت کی مخالفت کرنے کا فیصلہ نہیں کیا بلکہ درحقیقت ان کی جماعت موجودہ حکومت سے تعاون کر رہی ہے۔ انہوں نے برطانیہ کے ایک ماہ کے دورہ کے بعد واپس یہاں پہنچنے پر پریس کانفرنس سے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ جماعت اسلامی کے باضابطہ ارکان مجلس شوریٰ (وفاقی مشاورتی کونسل) میں شمولیت اختیار نہیں کر سکتے البتہ جماعت اسلامی کے لوگ کسی پیشہ ورانہ تنظیم کے رکن ہونے کی حیثیت میں ایسا کر سکتے ہیں۔ میاں طفیل محمد نے کہا کہ حکومت کی طرف سے اٹھایا گیا ہر وہ قدم جو جمہوریت کی بحالی کی جانب جاتا ہے [illegible] جماعت اسلامی کے نزدیک صحیح قدم ہے۔

افغانستان کے حکمران ببرک کارمل ماسکو میں روسی صدر برزنیف کو "آفتاب آزادی" کا اعزاز دینے کے بعد ان سے ہاتھ ملا رہے ہیں۔

سیاسی تصفیہ کے ذریعے سانحہ مشرقی پاکستان کو روکا جا سکتا تھا

شیخ مجیب الرحمن نے جنرل یحییٰ خان کو صدر رہنے کا یقین دلایا تھا

میری تجاویز مان لی جاتیں تو بھٹو برسراقتدار نہ آتے، ریٹائرڈ جنرل نیازی

کراچی ——— مشرقی پاکستان کے سابق جی او سی ریٹائرڈ لیفٹیننٹ جنرل امیر عبداللہ خان نیازی نے کہا ہے کہ اگر ۱۹۷۱ء میں سیاسی تصفیے سے کام لیا جاتا تو ملک کے دو ٹکڑے نہ ہوتے۔ جنرل نیازی نے جنگ کو ایک انٹرویو میں بتایا کہ انہوں نے سیاسی تصفیے کے بارے میں اپنی تجاویز اس وقت کے صدر یحییٰ خان کو بھیجی تھیں لیکن انہوں نے یہ تجاویز قبول نہیں کیں کیونکہ اس سے ان کے اقتدار کو خطرہ تھا اور بھٹو نے ان تجاویز سے اتفاق نہیں کیا تھا۔ ان تجاویز کے قبول کرنے سے بھٹو کے برسراقتدار آنے کے امکانات معدوم ہو جاتے تھے۔ جنرل نیازی نے کہا کہ مغربی پاکستان میں ون یونٹ کا خاتمہ اور مشرقی پاکستان کو چار صوبوں میں تقسیم کرنے کی تجویز ابتدائی اقدام تھا لیکن جنرل یحییٰ خان نے مشرقی پاکستان کی چار صوبوں میں تقسیم کو شیخ مجیب الرحمن کے دباؤ کی وجہ سے تسلیم نہ کیا۔ جنرل نیازی نے دعویٰ کیا کہ یحییٰ خان اور شیخ مجیب الرحمن میں ملی بھگت تھی یہی وجہ تھی کہ جنرل یحییٰ خان نے شیخ مجیب کو چھ نکاتی پروگرام کی بنا پر انتخاب لڑنے کی اجازت دے دی۔ جنرل نیازی نے کہا کہ شیخ مجیب الرحمن نے ۱۹۷۰ء کے انتخابات سے قبل جنرل یحییٰ کو یقین دلایا تھا کہ انہیں بدستور ملک کا صدر رہنے دیا جائے گا اسی یقین دہانی کی وجہ سے جنرل یحییٰ خان نے زبردست مخالفت کے باوجود شیخ مجیب الرحمن کو انتخابات لڑنے کی اجازت دے دی نہ صرف یہ بلکہ جنرل یحییٰ خان نے انتخابات میں شیخ مجیب کو بڑے پیمانے پر دھاندلی کرنے کا موقع دیا۔ انہوں نے کہا کہ ان سب باتوں کے باوجود اگر اقتدار شیخ مجیب الرحمن کے حوالے کر دیا جاتا تو پاکستان کو متحد رکھا جا سکتا تھا لیکن یحییٰ خان دوسری طرف بھٹو سے سودے بازی کر چکے تھے۔ مشرقی پاکستان میں ٹینکوں کی بڑے پیمانے پر [illegible] کے بارے میں جنرل راؤ فرمان علی کے موقف پر تبصرہ کرتے ہوئے جنرل نیازی نے کہا کہ مشرقی پاکستان میں اکثر ٹینکوں کے لین [illegible] نہیں تھے چنانچہ اس سلسلے میں ریزرو سے کام لیا گیا [illegible]۔ کئی محاذوں پر کافی دنوں سے خوراک کی فراہمی بند تھی جنرل نیازی نے کہا کہ [illegible] کے [illegible] اور کسی طرف سے حمایت کے بغیر انہوں نے کئی دنوں تک جنگ جاری رکھی لیکن جب صورت حال بہت خراب ہو گئی تو انہوں نے تجویز پیش کی کہ ڈھاکہ کو کھلا شہر قرار دے دیا جائے لیکن یہ تجویز منظور نہیں کی گئی تھی چنانچہ جنگ جاری رکھی گئی جنرل نیازی نے انکشاف کیا کہ کمانڈر انچیف کی حیثیت سے جنرل یحییٰ خان نے [illegible] تک مشرقی پاکستان کی کسی چوکی کا معائنہ نہیں کیا تھا۔

Newsmagazine of the Islamic movement

Crescent

INTERNATIONAL

From Marrakesh to Indonesia, Muslims have been parcelled out into nation-States; for many Muslims, the cages of nationalism have become more sacrosanct than their commitment to Islam.

The *Crescent International* has set out to serve the global Islamic movement.

Some of the topics covered in January 16-31,82 issue:

- **Saudi** cash going to develop India's economy and imperialist role
- Disaster looms without the nuclear bombs • **Americans** don't believe Reagan • **Asad** joins the **Fahd** peace process • Church makes saints of the Czars • US may use **Israel** against Europe as well
- Egyptians cry *Allah-o-Akbar* at the end of **'Bright Star'** exercises
- **Mubarak** allows a limited trial of the **Sadat** era for own purposes

To subscribe, write to:
Crescent International

338 Hollyberry Trail, Willowdale, Ontario, Canada M2H 2P6
Phone: (416) 424-1989 or 493-4374 Telex: 06-986766 Tor. Crescent

RATES: $17.00 for one year $30 for two years

Please enter my subscription for the *Crescent International* for one/two year(s).

Name: ....

Address: ....

....

....

Date: .... Phone: ....

A Zabiha meat shop in Toronto

تازہ حلال گوشت ۔ تازہ حلال مرغیاں

ہر قسم کی اعلیٰ گروسری ۔ تازہ سبزیاں

SPICE TOWN

2210 DUNDAS STREET WEST
(Near Jami Mosque)

PHONE:(416)532-8267

(Free Delivery)

پاکستان کی خام تیل کی تمام ضروریات سعودی عرب پوری کرے گا

وفاقی وزیر قدرتی وسائل و ایندھن سے مذاکرات کے دوران سعودی وزیر تیل شیخ احمد زکی یمانی کی یقین دہانی

پاکستان کو زرمبادلہ کی صورت میں بھاری بچت ہو گی

دونوں ممالک کے درمیان دیگر امور میں تعاون کی بات چیت

اسلام آباد ——— پاکستان کی خام تیل کی تمام ضروریات سعودی عرب پوری کرے گا [illegible] تیل کی شکل میں ضروریات پوری کرنے کی یقین دہانی سعودی عرب کے وزیر تیل شیخ احمد زکی یمانی نے یہاں پاکستان کے قدرتی وسائل و ایندھن کے وزیر ریٹائرڈ میجر جنرل راؤ فرمان علی خان کے ساتھ مذاکرات کے دوران کرائی۔ دو روزہ مذاکرات کے اختتام پر جاری ہونے والے سرکاری اعلان میں کہا گیا ہے کہ اس یقین دہانی کی بنا پر حکومت پاکستان کو زرمبادلہ کی خاصی رقم کی بچت ہو گی۔ گذشتہ پانچ برس سے پاکستان اپنے خام تیل کی تمام ضروریات پوری کرنے کے لئے سعودی عرب سے خام تیل درآمد کرنے کی کوشش کر رہا تھا۔ سعودی عرب کی پالیسی کے تحت [illegible] خام تیل کے ساتھ [illegible] خام تیل بھی سعودی عرب سے حاصل کرنا ہوتا ہے۔ [illegible] کے پیش نظر شیخ احمد زکی یمانی نے مذاکرات کے دوران اس بات پر رضامندی کا اظہار کیا کہ سعودی عرب [illegible] کی صورت میں پاکستان کی خام تیل کی تمام ضروریات پوری کرے گا۔ ریڈیو پاکستان کے مطابق مذاکرات کے دوران پاکستان کے وزیر نے پاکستان کی ان کوششوں سے آگاہ کیا جو حکومت ملک کو درپیش [illegible] کو حل کرنے کے لئے کر رہی ہے۔ انہوں نے شیخ احمد زکی یمانی کو پاکستان کی ایندھن کی ضروریات اور انہیں پورا کرنے کے لئے کئے جانے والے اقدامات سے آگاہ کیا۔ مذاکرات کے دوران دیگر امور میں تعاون پر بھی بات چیت کی گئی۔ [illegible]

میں نے وائسرائے کو تقسیم ہند کا کوئی فارمولا پیش نہیں کیا

میں وقتاً فوقتاً مختلف تجاویز پیش کرتا رہتا تھا۔ سر ظفر اللہ کا بیان

[illegible]

Canada Post Postes Canada

یکم جنوری ۱۹۸۲ سے ڈاک کی نئی شرح

یکم جنوری ۱۹۸۲ سے اندرون کینیڈا اور بیرون ملک ڈاک کی تقسیم کے جو
نئے ریٹ مقرر کئے گئے ہیں اُن میں سے چند کی تفصیل نیچے درج ہے –
ڈاک کے نئے ریٹ اور کاروباری خط و کتابت کے اخراجات کے بارے میں
دیگر تمام تفصیلات ڈاکخانوں سے حاصل کی جا سکتی ہیں

اندرون ملک تقسیم ڈاک کے ریٹ

First Class Letters	0-30 g		.30¢
	30-50 g		.45¢
Special Delivery	1st Class Postage Plus		$1.00
Certified Mail	1st, 3rd or 4th Class Postage Plus		$1.00
Registered Mail	1st Class Postage Plus		$1.85
Greeting Cards	0-50 g		.30¢
Third Class Items	0-50 g		.30¢
Parcels:			
e.g. 2 kg (4.4 lbs)	Toronto to Winnipeg	1st Class	$4.00
		4th Class	$1.75
	Montreal to Quebec City	1st Class	$2.45
		4th Class	$1.30
Telepost:	50 words		$3.45

امریکہ جانے والی ڈاک کے ریٹ

Air Mail Letters and Post Cards	0-30 g	.35¢
	30-50 g	.50¢
Greeting Cards	0-50 g	.30¢

دیگر تمام ممالک کے لئے ڈاک کے ریٹ

Air Mail Letters and Post Cards	0-20 g	.60¢
	20-50 g	.93¢
Aerogrammes		.60¢
Greeting Cards	0-20 g	.30¢

۳۰ سینٹ کے نئے ٹکٹ تیار ہونے تک کینیڈا پوسٹ نے "A شیمپ" کے نام سے
ٹکٹ جاری کیا ہے "A شیمپ" پر کوئی قیمت
درج نہیں لیکن اس کی قیمت ۳۰ سینٹ ہے –
یہ صرف اندرون کینیڈا ڈاک کے لئے استعمال
ہو سکتا ہے – بیرون ملک جانے والی ڈاک پر
A شیمپ" ہرگز استعمال نہیں ہو سکتا۔ دیگر مختلف
قیمت کی موجودہ ٹکٹوں کی مدد سے اسے حسب
ضرورت کام میں لایا جا سکتا ہے –

The 'A' Stamp

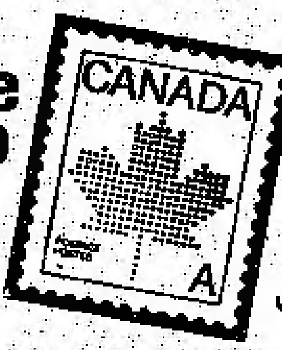

Canadä

• حلال گوشت • حلال مرغیاں

اور تازہ ترین سبزیاں ہر روز حاصل کر سکتے ہیں

الفلاح

ALFLAH GROCER
2783 Dundas St. West
Toronto. Tel. 762-1633

Please Visit For

Halal Meat & Spices

حلال گوشت اور مرغیاں

نہایت سستے داموں پر مہیا کی جاتی ہیں
ٹورانٹو میں حلال گوشت کی
پہلی دکان

AFRO - ASIAN
918 PAPE AVENUE
TORONTO

ہندوستانی اور پاکستانی فلموں کی ویڈیو ٹیپس اور مشینیں
کرایہ پر دستیاب ہیں۔ آج ہی فون کیجئے۔

PHONE: 463-1287

پندرہ روزہ
الہلال
سوئٹزرلینڈ

اَلَآ اِنَّ اَوْلِيَآءَ اللّٰهِ لَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ ۝
سنو! کہ جو اللہ کے دوست ہیں ان کو نہ خوف [illegible] نہ غم ہوگا۔ (القرآن)

۱۲ ربیع الاوّل

۱۲ ربیع الاوّل ——

اس بھیگتی جاگتی کائنات کا سب سے اہم دن جو انسانی تاریخ کی پیشانی پر صبح کے نور کی مانند جگمگا رہا ہے۔ برکتوں، عظمتوں اور رحمتوں کا سب سے برگزیدہ لمحہ جو ازل سے ابد کو جانے والی شاہراہ پر منارۂ نور کی طرح نصب ہے —— اور یہ صرف ایک لمحہ ہی نہیں ایک اہم نقطہ بھی ہے، وہ نقطہ جہاں قرنوں کی تاریکی سے روشنیوں کو نچوڑ کر مجتمع کر دیا گیا، وہ نقطہ جو پھیل کر صدیوں پہ محیط ہو چکا ہے —— اور ان صدیوں کے اختتام پہ کھڑے ہوئے ہم ایک بار پھر روشنی کی تلاش میں افق در افق سرگرداں ہیں!

۱۲ ربیع الاوّل ——

ایک ہزار ۴۰۰ سال قبل محض ایک فرد کے عدم سے وجود میں آنے کا دن نہیں۔ حرفِ کُن کے بعد ارتقائے بشر کے سلسلے کا حرفِ آخر ہے۔ یہ وہ دن ہے جب اللہ تعالیٰ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے نزولِ اجلال کی صورت میں انسانیت پر تخلیقِ کائنات کے سارے ہی راز افشا کر دیئے اور اپنا پسندیدہ دین مکمل صورت میں انسانوں کو عطا کرنے کے پروگرام کا آغاز کیا۔ یہ اسی دین کی روشنی تھی جو اس نے اپنے جلیل القدر انبیائے کرام کے ذریعہ وقتاً فوقتاً کرۂ ارض پہ اولادِ آدم کے بکھرے ہوئے معاشروں کو عطا کی تھی اور یہی نعمت تھی جسے خدائے بزرگ و برتر نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ آخری اُمت کے لئے مکمل کر دیا۔

۱۲ ربیع الاوّل ——

انسانیت کے لئے اتمامِ نعمت کا یومِ افتخار ہے۔ خدا کے سب سے برگزیدہ بندے کی ذاتِ گرامی، ہر تحریف و تصرف سے پاک اللہ تعالیٰ کا مقدس کلام اور اس کے نبیؐ کے ۲۳ سالہ شب و روز کے تمام لمحے اس نعمت کے اجزائے ترکیبی ہیں جن کے بغیر انسانیت کی تکمیل ممکن ہی نہیں تھی۔ سو حضورؐ نے یہ نعمت اس اُمت کو پہنچا دی جس کے بعد کسی اور اُمت کو وجود میں نہیں آنا تھا۔

اللہ کے جس جلیل القدر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے وجودِ مبارک نے ۱۲ ربیع الاوّل کی سحر کو نور بخشا اُس کی روشنی کسی ایک سحر، کسی ایک دن، کسی ایک قوم، کسی ایک خطہ اور کسی ایک عہد کے لئے مخصوص نہ تھی۔ محمدؐ اس کی روشنی پوری کائنات کے لئے ہے، پوری انسانیت کے لئے ہے اور ہمیشہ کے لئے ہے۔ یہ نہیں تو کوئی روشنی روشنی نہیں، کوئی اجالا اجالا نہیں اور کوئی نور نور نہیں —— تاریکی اور صرف تاریکی ہے۔

اور آج ——

۱۲ ربیع الاوّل کے مبارک دن ہمیں یہ بات بڑی شدت سے یاد آ رہی ہے کہ وہ ہم ہی تو ہیں جو آج کے دن، اس برگزیدہ لمحے کے، اس اہم نقطے کے اور سب سے بڑھ کر اس روشنی کے وارث بنائے گئے تھے جسے خدا نے انسانیت کے لئے پسند فرما لیا تھا —— ہم اسی نسبت سے معزز، اسی تعلق سے مفتخر اور اسی نام سے سرفراز تھے۔ حضورؐ نے ہدایت و رہنمائی کی یہ مشعل ہمارے ہاتھوں میں دی تھی کہ ہم معاشروں کو روشن کریں۔ تہذیبوں کو اجالیں اور انسانیت کے راستے میں کہکشاں بچھا دیں۔ حضورؐ آخری نبیؐ تھے اور ہم آخری اُمت ہونے کے حوالے سے ہی اس مشن کے وارث ہیں۔

آج جب ۱۲ ربیع الاوّل پر ۱۴ صدیاں گزر چکی ہیں اور ہم پندرہویں صدی ہجری میں داخل ہو چکے ہیں تو ایسا محسوس ہوتا ہے گویا روشنی سے کبھی ہمارا تعلق ہی نہ تھا یا یوں کہہ لیجئے کہ روشنی تو ہاتھوں میں ہے مگر ہماری آنکھوں کا نور نہ جانے کب پانی ہو کر بہہ گیا کہ ہمیں کچھ نظر نہیں آ رہا ہے۔ ہم چند لاکھ تھے، بے سروسامان تھے تو ہم نے کرۂ ارض پہ دور دور تک روشنی پھیلا دی۔ ہر خطے میں، ہر چپے پر ہمارے قدموں کی چھاپ سبت ہوگئی۔ تمام باطل معبود، جھوٹے خدا تاریکی کی اتھاہ گہرائیوں میں اتر گئے اور آج جب ہم ایک ارب کے قریب پہنچ رہے ہیں تو ہم اتنے ہلکے ہو چکے ہیں کہ ہماری بات کا وزن کہیں محسوس نہیں کیا جاتا۔ خدا کی عظیم ترین نعمت سے متمتع یہ اُمت جھوٹے خداؤں کے رحم و کرم پہ ہے!

۱۴ صدیوں کی طویل مدت نے خدا کے اس اٹل قانون کی تصدیق کر دی ہے کہ "ایمان اور عملِ صالح نہیں تو انسان سراسر خسارے میں ہے۔" ہم نے خود کو خدا کی اس عظیم نعمت سے محروم کر لیا تو روشنی کو چھوڑ کر سایوں میں بھٹک گئے۔ نئی نئی سوسائٹیں

نبیؐ سے نسبت

★ ابوالمظفر ★

سنت سے انحراف کی عادت بھی خوب ہے
ہم کو مگر امیدِ شفاعت بھی خوب ہے

دنیا کے جھوٹ سچ کی مہارت بھی خوب ہے
ہم کو نبیؐ کے دین سے نسبت بھی خوب ہے

ہر دشمنِ نبیؐ سے تعلق بھی استوار
نامِ خدا نبیؐ سے محبت بھی خوب ہے

آئے جو نام اُن کا تو ہاتھوں کو چوم لو!
اور حکم سے گریز، اطاعت بھی خوب ہے

مالِ حرام، محفلِ میلادِ مصطفیٰؐ
یارو یہ آخرت کی تجارت بھی خوب ہے

اعمال دیکھئے تو نظر الحذر کہے
منبر پہ وعظ و پند و نصیحت بھی خوب ہے

کام و دہن کو مرغ مسلّم بھی چاہیے
فقرِ نبیؐ کے ذکر کی عظمت بھی خوب ہے

نقش و نگارِ گنبدِ خضرا اگلی گلی!
اور زندگی پہ قعرِ مذلت بھی خوب ہے

سڑکوں پہ قمقموں کا چراغاں بھی بے مثال
طاری دلوں پہ کفر کی ظلمت بھی خوب ہے

سب کام بت گری کے مگر نام بت شکن
یعنی بزعمِ خویش یہ اُمت بھی خوب ہے

اور نظر فریب تہذیبوں نے ہماری نگاہیں خیرہ کر دیں اور ہم بے خدا تہذیبوں اور بے خدا نظاموں کی تاریکی میں چھلانگیں لگاتے رہے، ڈوبتے اور ابھرتے رہے۔ ملوکیت ہو یا سرمایہ داری، اشتراکیت ہو یا مزدکیت، الحاد ہو یا سوشلزم، نام اور شکلیں کتنی ہی مختلف ہوں، اسلام بہرحال کفر کے سورخ سے بار بار ڈسے گئے۔

وہ تو ہماری تمام تر بداعمالیوں کے باوجود ہم پہ خدا کا یہ بھی احسانِ عظیم تھا کہ اس نے ہمیں اپنے آخری نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی نسبت سے آخری اُمت بنایا تھا کہ "تباہی اس کا مقدر نہیں —— اسے صرف قوانینِ قدرت اور احتساب کے پل صراط سے گزرنا ہے۔"

ذرا سوچیے! خدا کی نعمت سے محرومی کے نتائج نے ہمیں آج کس مقام پر پہنچا دیا ہے۔ ہم اپنوں کا ہی خون بہا رہے ہیں، ایک دوسرے کو ہی ذلیل کر رہے ہیں۔ اس اُمت کا ایک حصہ کفر و الحاد کی سرزمین پر انسانیت سوز ابتلاء سے دوچار ہے مگر ہم اپنے محدود مفادات سے آگے دیکھنے اور سوچنے کو تیار نہیں۔ ہم خود اپنے دشمنوں کا دستِ و بازو بنے ہوئے ہیں۔ انھیں اپنا سمجھتے ہیں اور ان سے خیر و فلاح کی توقع وابستہ کرنے میں ذرا سی بھی شرم محسوس نہیں کرتے اور خدا کے باغیوں سے یوں دہشت زدہ ہیں جیسے اس کائنات کی سب سے بڑی طاقت وہی ہوں۔

یہ تمام امراض جو آج ہمیں لاحق ہیں ان کا سبب اس کے سوا کچھ نہیں کہ خدا نے آج کے دن سطحِ حیات پر طلوع ہونے والے نبیؐ کے ذریعے ہمیں جو روشنی عطا فرمائی تھی ہم اس کی برکات سے اس حقیقت کے باوجود محروم ہو چکے ہیں کہ وہ روشنی اب بھی ہمارے پاس موجود ہے۔ ضرورت اس کی ہے کہ ہم اسے اپنے ہاتھوں میں لیکر بلند کریں، یوں تو یہ تاریک کائنات جو بھیڑیوں کا بھٹ نظر آ رہی ہے چند لمحوں میں روشن ہو جائے گی اور کرۂ ارض پر انسان چلتے پھرتے نظر آنے لگیں گے۔ صرف اسی صورت یہ اُمت اپنے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے شرمندگی اور اپنے خدا کے سامنے جواب دہی سے بچ سکتی ہے۔

نورِ بصیرت

سلیم تاباں

حبِ جاہ

حبِ جاہ یعنی شہرت و ناموری کی محبت انسان کی فطری کمزوری ہے اور اس کو حاصل کرنے کے لئے تقریباً ہر شخص مضطرب، کوشاں اور مصروف سعی و جہد رہتا ہے۔ انسانی نفسیات کے ماہرین کا کہنا ہے کہ جس بنا پر سونا چاندی اور مال کی بقیہ اقسام انسان کو محبوب ہیں ٹھیک اسی بنا پر جاہ بھی محبوب ہے بلکہ سونا، چاندی سے زیادہ محبوب ہے، خواہ وہ مقدار میں بہت ہی کیوں نہ ہو۔ اس طرح جاہ کو مال پر فوقیت حاصل ہونی چاہئے۔ آخر ایسا کیوں ہے اور جاہ کو مال پر کیوں اور کس بنا پر ترجیح حاصل ہے؟ اور اس کی محبوبیت سے کیوں بڑھی ہوئی ہے!

امام غزالیؒ نے اپنی شہرۂ آفاق تصنیف "احیاء العلوم" میں اس کے تین خاص اسباب بتائے ہیں۔ وہ "جاہ انسان کو کیوں طبعی طور پر محبوب ہے" یہاں مقصد کو شدید مجاہدہ کے بغیر کسی قلب کا بھی اس سے خالی ہونا مشکل ہے۔ عنوان کے تحت لکھتے ہیں:

پہلا سبب یہ ہے کہ جاہ کے ذریعے مال تک پہنچنا، مال کے ذریعے سے جاہ تک پہنچنے کے مقابلہ میں آسان ہے۔ کھلی ہوئی بات ہے کہ ایک عالم یا زاہد جس کا اقتدار لوگوں کے دلوں پر بیٹھا ہوا ہے اگر مال حاصل کرنا چاہے تو اس کے لئے کوئی بڑی بات نہیں اس لئے کہ لوگوں کے مال و دولت ان لوگوں کے دلوں کے تابع ہوتے ہیں۔ اب اگر ان کے دل کسی کے تابع ہو جائیں تو ان کے مال بھی اسی کے تابع ہو جائیں گے اور وہ اپنی دولت بھی اسی کے قدموں پہ نثار کر دیں گے۔ اس کے برخلاف ایک کم مرتبہ اور ذلیل آدمی جس میں کمال کی کوئی صفت نہیں ہے، اگر اس کو کوئی خزانہ بھی مل جائے اور اس کو وہ جاہ حاصل نہیں ہے جس سے وہ اپنے مال کی حفاظت کر سکے، اگر اس مال کے ذریعہ جاہ تک پہنچنا چاہے تو نہیں پہنچ سکے گا اس لئے کہ جاہ مال سے آلہ اور وسیلہ ہے۔ جو جاہ کا مالک ہے وہ بآسانی مال کا بھی مالک ہو سکتا ہے، جو مال کا مالک ہے، ہر حالت میں جاہ کا مالک نہیں ہو سکتا۔ اس لئے جاہ مال سے زیادہ محبوب ہے۔

وہ بس [illegible]

وہ دانائے سبل ختم الرسل مولائے کُل جس نے
غبارِ راہ کو بخشا فروغِ وادیٔ سینا
نگاہِ عشق و مستی میں وہی اوّل وہی آخر
وہی قرآں وہی فرقاں وہی یٰسیں وہی طٰہٰ

Out on February 1

For the first time there is a book which puts information and interpretation of current affairs at your finger tips..........

For the first time 112 articles written by some of the best Muslim writers and journalists from all parts of the world are brought together in one volume........

For the first time the Islamic movement has a contemporary 'Reader' (412 pages) which weaves the major issues facing the *Ummah* into a fascinating pattern of hope, struggle, power, frustration and Revolution.........

For the first time an attempt is made to define the global Islamic movement independent of such inhibitions as nationalism, national 'Islamic' parties, and the nation-States......

This panorama of Muslim belief, emotion, hope, and struggle is captured in a delightfully produced book............

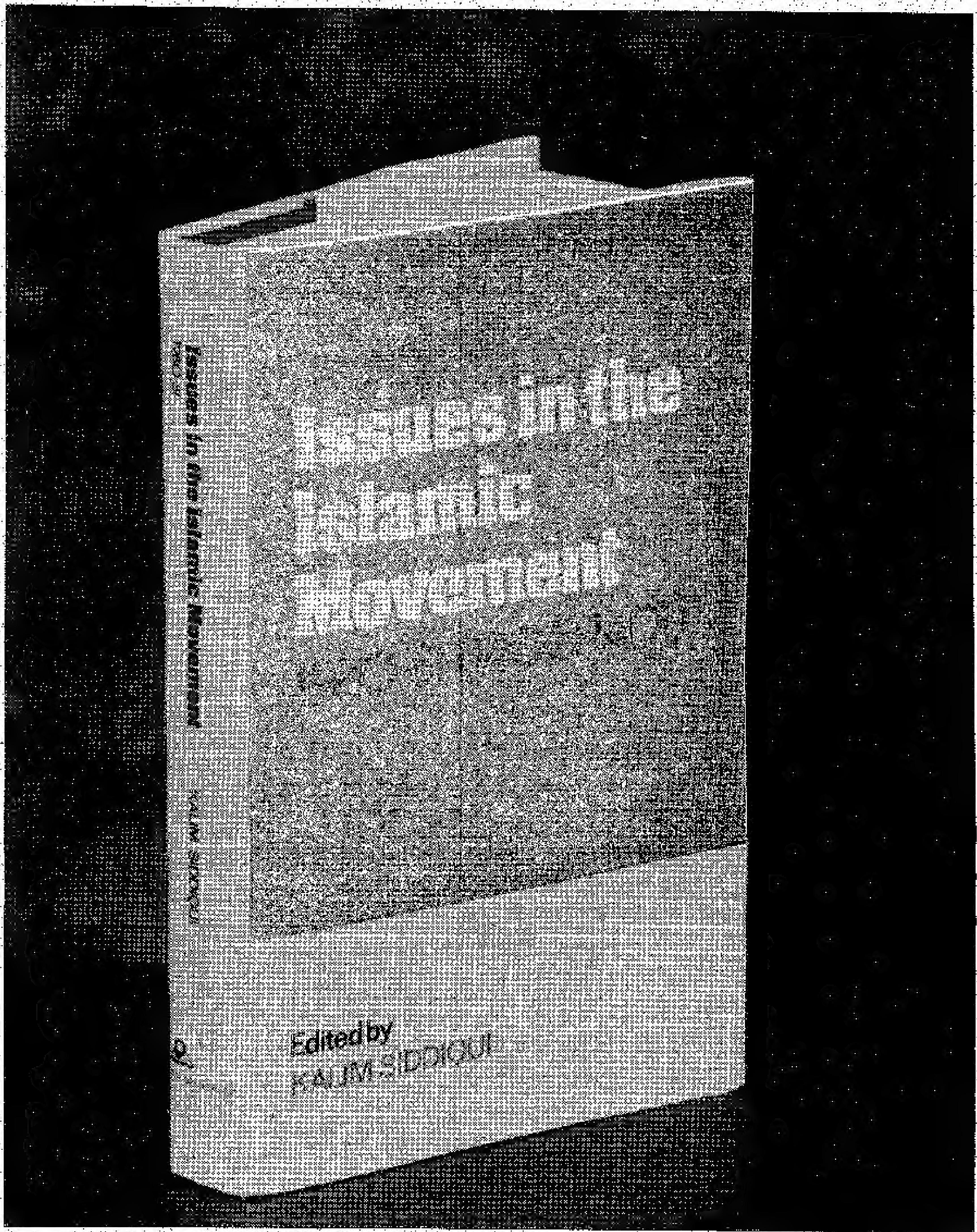

A similar volume will be produced every year to give you, your children and grandchildren an invaluable record of how a 1000 million-strong *Ummah* picked itself up from the floor of history and set about the task of recreating a new Islamic civilization..........

ISBN O 905081 10 2 **$24.95/UK£13.95** (Hard Back)
ISBN O 905081 11 2 **$10.95/UK£ 6.95** (Paper Back)

Published by

The Open Press Holdings Limited
338 Hollyberry Trail
Willowdale,
Ontario, Canada M2H 2P6 Tel: (416) 493-4374

Also published by

The Open Press Limited
6 Endsleigh Street
London WC1H ODS
Tel: (01) 388-2581

The Open Press Limited
P O Box 13142
Laudium 0037
Pretoria, South Africa

To order please complete the following:

Send me________copy/copies (Pbk/Hbk) *Issues in the Islamic Movement: 1980-81.*

Amount enclosed_____________. Allow 10% *for postage and handling.*

Name: ________________

Address: ________________

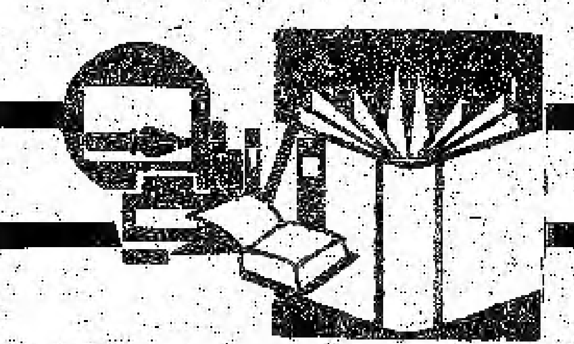

ادب و ثقافت

ترتیب : سجاد حیدر

تازہ بہ تازہ ○ نو بہ نو

فیض بنام قتیل شفائی

لاہور کے ایک روزنامے میں قتیل شفائی نے فیض احمد فیض کا ایک خط چھپوایا ہے جو انھیں غالباً بیروت سے موصول ہوا ہے۔ اس خط میں فیض صاحب لکھتے ہیں: "ہم بیروت کیلئے بخیریت پہنچ گئے۔ کو حسرت ہوئی جب ان کے نمبر کی کوئی صورت نکال آپ کے تو مطلع کرنا۔" بعض لوگ سوچتے ہیں کہ ماہ بیروت کون لوگ ہیں اور ان کے نمبر کا کیا معاملہ ہے۔ اطلاعاً عرض ہے کہ ماہنامہ بیروت کا نمبر جن کی کمزوری ہیں۔ لیکن زندہ ادیبوں پر اپنے رسالے کے خاص نمبر نکالتے ہیں۔ رسالے کا نام "فن اور شخصیت" ہے۔ اس رسالے کی خصوصیت یہ ہے کہ جس ادیب کا نمبر نکالا جاتا ہے اس کے مصارف بھی وہی ادیب برداشت کرتا ہے۔ مضامین کی فراہمی بھی اسی ادیب کے ذمہ ہوتی ہے۔

صابر دت آجکل فیض نمبر کی تیاری کر رہے ہیں۔ فیض صاحب نے اپنے خط میں اسی نمبر کا ذکر کیا ہے۔ ممکن ہے بعض لوگ یہ اعتراض کریں کہ فیض صاحب اپنے بارے میں شائع ہونے والے ایک نمبر کے لئے مضمون کیوں لکھوا رہے ہیں۔ ایسے لوگوں کی خدمت میں عرض ہے کہ فیض صاحب اس سے پہلے بھی ایک رسالے کا فیض نمبر مرتب کر چکے ہیں۔ اگر کسی کو ہماری بات کا یقین نہ ہو تو وہ رسالہ "غالب" کراچی کا فیض نمبر دیکھ لے جس کے سرورق پر جلی حروف میں لکھا ہے۔ "مرتبہ: فیض احمد فیض"۔

صاحبِ کتاب

ممتاز صحافی حبیب الرحمن شاہ جلودی صاحب کتاب ہونے والے ہیں (واضح رہے کہ وہ صاحب اولاد پہلے ہی ہو چکے ہیں) یہ کتاب سن ستر سے سن اسی تک لکھے جانے والے ان اداریوں پر مشتمل ہوگی جو انہوں نے زندگی، اداکار، اذان حق، طاہرہ اور بادبان میں لکھے تھے۔ احمد کے ناشر وہ خود ہی ہوں گے۔ دیکھنا یہ ہے کہ ناشرین جب ابن حسن چل رہا تھا، ایک مصنف کو پچاس ہزار کی تھیلی پیش کی گئی تھی۔ خود اپنے آپ کو کتنے ہزار کی تھیلی پیش کرتے ہیں۔

پیش کش

ایک ثقہ راوی کے مطابق مشہور شاعر ضمیر احمد ضمیر کی جامعہ ملیہ دہلی میں ملازمت کی آخر ہو گئی ہے اور اس سلسلے میں بیگم ایلس فیض نے حکومت سے درخواست کی ہے کہ ان کے شوہر کو جامعہ ملیہ میں ملازمت کرنے کی اجازت دی جائے۔ واضح رہے کہ یہ وہی ملازمت ہے جہاں "ابعاد دریدہ" والی تہمینہ فریاعلی کام کرتی تھیں۔

بچت

۱۴ اگست کے موقع پر حکومت نے ہر ادارے پر قومی پرچم لہرانے کی جو خصوصی ہدایات جاری کی تھیں۔ جن پر ان پر عمل کرنے کے بعد بازار کا رخ کیا کہ کوئی جھنڈا مل جائے۔ ادارے سے سترہ گز کا ململ سبز پرچم لایا جائے۔ لیکن بازار میں جھنڈوں کی گرانی دیکھ کر ہم خوفزدہ ہو گیا۔ فیصلہ یہ ہوا کہ اپنی جیب سے مل کر ایک خوبصورت جھنڈا اپنے خصوصی بجٹ سے تیار کیا اور گلڈ کی عمارت پر لہرایا۔ اس طرح ہم نے گلڈ کے بجٹ سے ۳۵/ روپے بچائے۔ یہ بات گلڈ کے سیکرٹری جنرل نے اس سالانہ تقریب میں بتائی۔ اور یہ بھی اعلان کیا کہ انشاء اللہ وہ آئندہ بھی اسی طرح گلڈ کی عمارت پر ہر سال جھنڈا لہرانے رہیں گے۔ اللہ تعالیٰ فیض صاحب کو زندگی دے۔ اگر وہ اگلے دس سال تک گلڈ کے سیکرٹری جنرل رہیں تو اندازہ کریں کہ گلڈ کو ۳۵۰ روپے کی بچت ہو سکتی ہے۔

ایک ادبی کمزوری

معروف صحافی اشتیاق اظہر کی کتاب "جنس الاجرام" کچھ عرصہ قبل شائع ہوئی ہے۔ اس کتاب کے ابتدائی تین صفحات "آئینہ طور پر سنگار" کے حرف حوالہ نمبر سے ماخوذ ہیں۔ کہا جاتا ہے کہ جب ڈاکٹر فرمان فتحپوری نے اشتیاق اظہر سے استفسار کیا تو جواب ملا "میں خود حیران ہوں یہ کیسے ہو گیا"۔

حالانکہ اس میں حیران ہونے کی کوئی بات نہیں کیونکہ یہ ایک ادبی کمزوری ہے جو آجکل کچھ زیادہ عام ہو گئی ہے۔

گلڈ کے آئین میں ترمیم

باوثوق ذرائع سے معلوم ہوا ہے کہ بعض ادبی حلقے رائٹرز گلڈ کے آئین میں ایک ترمیم کے ذریعے موجودہ سیکرٹری جنرل کی حیات سیکرٹری جنرل بنانے کا منصوبہ تیار کر رہے ہیں۔ پچھلے دنوں گلڈ کی مجلس عاملہ کا جو اجلاس لاہور میں ہوا تھا اس میں اس ترمیم پر غور کیا گیا۔ ایک رکن نے کہا کہ جب کوئی ڈاکٹر کسی مریض کا مسلسل کئی بار علاج کرتا ہو تو ایسی صورت میں ڈاکٹر کو بدلنے کی ضرورت نہیں ہوتی۔ موجودہ سیکرٹری جنرل اپنے فرائض بخوبی سر انجام دے رہے ہیں لہٰذا اس کی ضرورت نہیں ہے کہ کسی دوسرے شخص کو اس عہدہ کا اہل سمجھا جائے۔ اس پر ایک اور رکن نے اعتراض کیا اور کہا کہ رائٹرز گلڈ کو بیمار اور سیکرٹری جنرل کو ڈاکٹر کہنا، ہمارے خود ہمارے ذہنیت کی غمازی ہے۔ گلڈ ادیبوں کی برادری ہے۔ بیماروں اور معذوروں کا کوئی گروہ نہیں۔

مجلس عاملہ کے اجلاس میں سیکرٹری جنرل سے کچھ سوال بھی کیے گئے جن کے انھوں نے تشفی بخش جواب دیے۔ چند سوال اور ان کے جواب آپ بھی ملاحظہ کیجئے۔

سوال:- کیا آپ رائٹرز گلڈ کو ایک مریض سمجھتے ہیں؟

جواب:- جی نہیں! یہ تو ایک ہسپتال ہے جس میں بے شمار مریض ہیں۔

سوال:- کیا آپ اپنے آپ کو ڈاکٹر سمجھتے ہیں؟

جواب:- جی ہاں! میں نے ایک زمانے میں ہومیوپیتھی کی دو چار کتابیں پڑھی تھیں۔

سوال:- کیا آپ گلڈ کے تاحیات سیکرٹری جنرل بننا چاہتے ہیں؟

جواب:- اگر آپ لوگ اس قسم کا کوئی فیصلہ کریں گے تو مجھے اعتراض نہیں ہوگا۔

سوال:- اگر ہم اس قسم کا کوئی فیصلہ نہ کریں تو؟

جواب:- پھر مجھے اعتراض ہوگا۔

سوال:- آخر آپ یہ عہدہ چھوڑنے پر آمادہ کیوں نہیں ہیں۔ اس کی کوئی خاص وجہ بیان کی جائے؟

جواب:- جب میں نے یہ عہدہ سنبھالا تھا تو اس وقت بھی کوئی معقول وجہ موجود نہیں تھی۔ اب یہ سوال کیوں دوبارہ اٹھایا جا رہا ہے۔

میرزا ادیب مین آف دی میچ

۳ دم جی انعام حاصل کر کے میرزا ادیب نے انعامات کی پہلی سنچری مکمل کر لی ہے۔ وہ واحد کھلاڑی ہیں جو اس سال بھی ناٹ آؤٹ (Not out) رہے۔

بارے آموں کا کچھ بیاں ہو جائے

ڈاکٹر وزیر آغا سخت برہم ہیں کہ احمد ندیم قاسمی نے اپنے مجموعہ کلام کا نام سرقہ کر کے "دوام" رکھ لیا ہے حالانکہ اس بار آموں کی فصل کے موقع پر وہ خود اپنے تازہ مجموعہ کلام کا نام "دو آم" رکھنا چاہتے تھے۔ جو غزل اور نظم دونوں اصناف پر مشتمل تھا۔

اب انھوں نے فیصلہ کیا ہے کہ وہ اس کا نام "تین آم" رکھیں گے اور اس کا تیسرا حصہ بھی ہوگا۔ جو گیتوں پر مشتمل ہے۔

یاد رہے کہ یہ مجموعہ ابھی مسودے کی صورت میں ہے اور اس کا نام فی الحال "تین بھی آم" ہے۔

یہ بھی اطلاع ملی ہے کہ کوٹ ادو سے ڈاکٹر انور سدید بھی اپنا کلام شائع کر رہے ہیں جس کا نام "میرا ہندی آم" ہوگا۔

عالمی اردو کانفرنس

بھارت میں چند برس پہلے ہر مقام پر جو ایک "عالمی اردو کانفرنس" اس ماہ کے آخر میں منعقد ہو رہی تھی اب تازہ اطلاعات کے مطابق [illegible] کو منعقد ہو رہی ہے اس کانفرنس میں جو بڑے اہتمام سے منعقد ہو رہی ہے۔ دنیا بھر کے مندوبین شریک ہو رہے ہیں پاکستان سے جن جانے والوں کے نام ہیں کیا لسٹ ہے ان کے نام یہ ہیں۔ ڈاکٹر فرمان فتحپوری، قتیل شفائی، ڈاکٹر عبدالسلام خورشید، وارث علوی، ڈاکٹر وزیر آغا، ساحر، احمد ندیم قاسمی، اشفاق احمد، بانو قدسیہ، منیر نیازی، علی اطہر، عباس اور احمد فراز واقعہ یہ ہے کہ اس کانفرنس کی تیاریاں گزشتہ سال سے ہو رہی ہیں۔

بندۂ بشر

کہتے ہیں کہ بندہ بشر ہوتا ہے اور اس سے کوئی غلطی اور کسی قسم کی خطا سرزد ہو جائے تو کوئی عجب نہیں چونکہ پروفیسر فراز بھی بندہ بشر ہی ہے قبیلے سے تعلق رکھتے ہیں۔ اور ادب میں بے خطا کے لکھنے کی غلطی کر بیٹھے ہیں بلکہ مزید غلطی یہ کی کہ ان کے بیگانے "بندہ بشر" کے نام سے کتابی صورت میں بہت جلد چھپ کر بازار میں آ گئی۔ نئے والے ایک رنج ہے کہ نواز صاحب کے فاقوں کا سلسلہ روزنامہ مشرق لاہور میں شروع ہو چکا ہے۔

وارث شاہ ــ عہد اور شاعری

وارث شاہ کے عہد اور ان کی شاعری کے جائزے پر مشتمل ایک کتاب اسلامی یونیورسٹی کے ادارے "تاریخ و تہذیب و ثقافت اسلامیہ" اسلام آباد کے زیر اہتمام حال ہی میں شائع ہوئی ہے۔ اسے فقیر ادارہ نے تصنیف کیا ہے۔ اس کتاب میں وارث شاہ کے عہد کے مناظر میں ان کی شاعری کی تہذیبی اہمیت کو اجاگر کیا گیا ہے۔

○ صہبا اختر پاکستان کے ممتاز ترین شاعر ہیں
○ افتخار عارف، احمد فراز سے بڑے شاعر ہیں

محشر فرخ "حق ونیا پرانی ونیا" کی مصنفہ اور اخبار خواتین کی کالم نگار کی حیثیت سے ادبی حلقوں میں معروف و مقبول ہیں۔ انہوں نے ایک اخبار خواتین میں انہوں نے کراچی کے شب و روز کی روداد بیان کرتے ہوئے کچھ دلچسپ انکشافات کئے ہیں ہم یہ اقتباس کی اشاعت اور با تصرہ ملاحظہ کیجئے۔

"جمیل الدین عالی گزشتہ دنوں صہبا اختر کے ساتھ امریکہ گئے تھے۔ میں نے یہ جملہ اسی طرح درج کیا ہے جس طرح ادا کیا گیا تھا۔ ایک تقریب میں صہبا اختر سے ملاقات ہوئی کہنے لگے، امریکہ سے واپسی پر لندن رکنے کا بڑا موڈ تھا لیکن چند مجبوریوں کی بنا پر ایسا نہ کر سکا۔ میں نے ان کی بات سن کر کہا "اچھا! آپ عالی جی کے ساتھ امریکہ گئے تھے؟ کیونکہ جمیل الدین عالی اپنے کالموں میں اپنے موجودہ سفر امریکہ کا ذکر کر چکے ہیں۔ صہبا اختر جھٹ سے بولے: "عالی جی میرے ساتھ گئے تھے"۔

اپنے فقرے کی وضاحت انہوں نے کچھ اس طرح کی کہ میں ممتاز ترین شاعر ہوں، امریکہ جانے سے قبل ممتاز شعراء کی ایک فہرست پر مجھے دستخط کرنے کو کہا گیا تو میں نے لکھا کہ میں ممتاز شعراء سے بہت اوپر جا چکا ہوں، میں تو ممتاز ترین شاعر ہوں آخر ان سے درخواست کی گئی کہ اپنے نام کے ساتھ "ترین" لکھ کر دستخط کر دیں۔

بلکہ مرد جنگ اندر ہی اندر ہوتی رہتی ہے۔ مثلاً افتخار عارف بار بار یہی کہتے ہیں کہ میں احمد فراز سے اچھا شاعر ہوں۔ کئی بار سن کر کہا: "آمد فراز" فرانک یوں والی اسٹینڈنگ نیا دعویٰ"۔ افتخار عارف اس پر کہہ رہے تھے "اسٹینڈنگ سے کیا ہوتا ہے، ادا جعفری بہت بہتر شاعرہ ہیں جبکہ پروین شاکر ہو سکتی ہیں زیادہ بہتر۔ ادا جعفری سے بہت اچھی شاعرہ ہے"۔ احمد فراز کا یہ عالم ہے کہ منہ سے کچھ نہیں کہتے لیکن افتخار عارف کا تذکرہ ہو تو کہہ دیتے ہیں "چھوڑیئے یار کس کا نام لے دیا ہے"۔ معاف کیجئے میں افتخار عارف، احمد فراز، پروین شاکر، جمیل الدین عالی اور صہبا اختر کو آپس میں گفتگو کرتے نہیں چاہتی۔ ایسی باتیں ہوتی ہی رہتی ہیں۔ فنکار لوگ ایک دوسرے سے اسی طرح جلتے رہتے ہیں۔ عام سی بات ہے۔

شاید نو اور دور کے لئے اپنے ہم عصروں سے آگے نکلنے کا یہی طریقہ ہے۔ وقت خود بتا دیتا ہے کہ کون اچھا ہے اور کس کی صرف اسٹینڈنگ ہے یا وہ اچھا بھی ہے اور قد کا بھی"۔

محترمہ فرخ کی تحریر کا اقتباس ختم ہوا۔ افسوس کہ انھیں کسی کا فیصلہ انھوں نے وقت پر چھوڑ دیا۔ اگر وہ ہم پر چھوڑ دیتیں تو ہم عرض کرتے کہ افتخار عارف اور صہبا اختر جو کچھ کہتے ہیں، بجا کہتے ہیں۔ بچارے عالی اور فراز تو صرف شعر کہتے ہیں جبکہ ظاہر ہے کہ سچائی کا درجہ شاعری سے بہت بلند ہے۔

ادب، فن اور شاعری میں معاصرین کے درمیان چپقلش

حقوق العباد

منیر احمد

سرورِ عالم نے بتلائے
اللہ کے حق، بندوں کے حق
اور فرمایا ــــ
انسانوں کے انسانوں پر
حق ہیں مقرر
لوگو! حق تلفی سے بچنا!!

اللہ کے جو حق ہیں تم پر
اُن میں ہوئی بھی گر کوتاہی
اللہ تعالیٰ بے پروا ہے!
لیکن ــــ
حق جو بندوں کے ہیں
اُن میں نہ ہوگا دخل کسی کا
جن کے حق ہیں وہی بخشیں

صورتِ دیگر ــــ
اذنِ خدا سے
غاصب کی جو نیکیاں ہوں گی
بدلے میں چھن جائیں گی اُس سے
مال و زر تو پاس نہ ہوگا

سوچو! ایسے میں کیا ہوگا؟
اپنے نیک اعمال گنوا کے
خالی ہاتھ کوئی رہ جائے
اِس سے بڑی محرومی کیا ہے؟

حق بندوں کے واپس کر کے
وقت ہے اب بھی توبہ کر لو
توبہ کا دروازہ کھلا ہے!

مدیر نقوش ــــ محمد طفیل مرحوم

نقوش کا انیس نمبر یا متاعِ بردہ!

پچھلے دنوں کراچی میں نقوش کے انیس نمبر کی افتتاحی تقریب منعقد ہوئی تھی۔ مقابلہ دانوں میں میں شامل تھے کہ مدیر نقوش محمد طفیل اس میں موجود نہ تھے۔ یہ تو ستا کر لوگ پہلے پہل بہت تعریف کرتے ہیں لیکن لوگوں کو بیٹھ کر تعریف کرتے ہیں اور پہلی بار ہم نے بلا تعریف کرنے میں ہم بھی ان کے ساتھ تھے۔ خدا کا شکر ہے کہ نقوش نے انیس نمبر کو "نقوش" کا شاہکار بنا دیا ہے جو ادبی دنیا کو بھی بتا دیا۔

بیشتر ادیبوں کا خیال ہے کہ "نقوش" کا انیس نمبر اپنے موضوع پر بے مثال پیشکش ہے۔ میر انیس کے بارے میں بہت سے مرثیوں کا سرمایہ ملتا ہے لیکن اس بات کا بڑا ملال ہے کہ ان کی اصل حقیقت یہ ہے کہ اس نمبر میں مرثیے کوئی غیر مطبوعہ چیزیں ہیں۔ لیکن یہ بات ہم مرتب کرنے والوں کی ترتیب کی تعریف کے بعد لیکن .....

اصل حقیقت یہ ہے!

آج سے تقریباً سال قبل ڈاکٹر اکبر حیدری کاشمیری کی کتاب "باقیات انیس" کی پہلی جلد لکھنؤ سے شائع ہوئی تھی۔ یہی کتاب نقوش کے انیس نمبر میں لفظ بلفظ نقل کر دی گئی ہے۔ فرق صرف یہ ہے کہ سرورق پر ڈاکٹر حیدری کا نام نہیں، محمد طفیل کا نام درج ہے اور اصل کتاب میں جو انتساب تھا وہ نقوش سے حذف کر دیا گیا ہے۔ انتساب ساجد پیرزادہ کے نام تھا اور ڈاکٹر حیدری کی طرف سے تھا۔ ظاہر ہے کہ مدیر نقوش کو کیا ضرورت تھی کہ وہ ساجد پیرزادہ کے نام پر اپنے انتساب کرتے اور ان کے آگے ڈاکٹر حیدری کا نام خواہ مخواہ چھپتا۔

محمد طفیل نے اداریے میں میر انیس کے غیر مطبوعہ کلام کی دریافت کا سہرا اپنے سر باندھا ہے اور ڈاکٹر اکبر حیدری کا ذکر اداریے میں نہیں کیا اور اداریے کے لئے جس انداز سے لکھا گیا ہے ....

"مجھے تو ایسا محسوس ہوتا ہے کہ ڈاکٹر حیدری نے یہ کتاب مکمل کا ....

کو مرتب ہو کر انہوں نے کر دیتے ہیں کہ انھیں میں مکمل کر دیا جائے اگر نقوش کے دفتر سے معلوم ہو جائے گا کہ ڈاکٹر حیدری نے کیا کیا محنت کی ہوگی۔

ہم بہت دیر تک یہ سوچتے رہے کہ آخر ڈاکٹر حیدری کے کام کو طفیل صاحب نے مکمل کس طرح کیا ہے جبکہ نقوش میں کاتب اور فل اسٹاپ تک وہی ہیں جو ڈاکٹر حیدری کی کتاب "باقیات انیس" میں ملتے ہیں۔ بہت غور و فکر کے بعد یہ نکتہ واضح ہوا کہ "باقیات انیس" کے سرورق پر "حصہ اول" بھی لکھا ہے۔ یہی وہ لفظ ہے جس کے اضافے سے ڈاکٹر حیدری کا ناکمل کام مکمل ہوا۔ واضح رہے کہ اس سے پہلے طفیل صاحب، دیوان غالب کا نسخہ امروہہ اور دیوان غالب کا نسخہ عرشی کو بھی "نسخہ لاہور" کے نام سے شائع کر چکے ہیں۔ اس پر ایک ستم ظریف نے کہا تھا کہ اگر نقوش لاہور کی بجائے کلانا سے شائع ہوتا تو پھر یہ سارے نسخے "نسخہ کلانا" کہلاتے۔

نقوش کے انیس نمبر میں ڈاکٹر حیدری کی کتاب پر کچھ اضافے بھی ہیں۔ ان میں سے ایک پروفیسر احتشام حسین کا مضمون ہے جو کئی بار چھپ چکا ہے۔ دوسرا مضمون پروفیسر مسعود حسن ادیب رضوی کا ہے۔ یہ مضمون نہیں بلکہ پروفیسر ادیب کی کتاب "انیسیات" کا پاکستانی ایڈیشن ہے۔ مدیر نقوش نے اس کتاب کے شروع کے یہی تین صفحات لفظ بلفظ نقل فرمائے ہیں اور کہیں اشارتاً کنایتاً بھی نہیں بتایا کہ یہ مضمون نہیں، کتاب ہے۔ گویا اسے کتاب سے کوئی تعلق ہی نہیں۔ پروفیسر ادیب کی یہ کتاب ۱۹۷۷ء میں اتر پردیش اردو اکیڈمی لکھنؤ نے شائع کی تھی۔

اس نمبر میں جو تصویریں چھاپی گئی ہیں۔ وہ بھی "باقیات انیس" میں سے نقل کی گئی ہیں۔ مختصر یہ کہ جو مواد نقوش کے انیس نمبر کی اشاعت سے پہلے طبع ہو چکا تھا اسے غیر مطبوعہ قرار دیا ہے۔ اس ایک خوبی کا اعتراف ضروری ہے کہ محمد طفیل اردو کے پہلے مدیر ہیں جو یقین سے کہہ سکتے ہیں کہ اردو ادب اس سے پہلے کبھی بے شمار غیر مطبوعہ... ساتھ ادب میں یہ غیر مطبوعہ چیز شائع نہیں ہے۔

مجلس شوریٰ میں بیرونی ممالک میں رہنے والے پاکستانیوں کے نمائندوں کو بھی شامل کیا جائے گا

بیرونی ممالک میں پاکستانی سیاسی جماعتوں کا وجود افسوسناک ہے

یہ جماعتیں غیر ممالک میں پاکستانیوں کے اتحاد اور قومی مفاد کو نقصان پہنچا رہی ہیں

[illegible]

عالمی ہاکی کپ

پاکستان، نیدر لینڈ اور نیوزی لینڈ نے حریفوں کو ہرا دیا

ارجنٹائن کو پاکستان کے ہاتھوں ایک کے مقابلے میں چھ گول سے شکست ہوئی

[illegible]

ویسٹ انڈیز نے پاکستان کو ۷ وکٹوں سے شکست دیدی

پاکستانی بیٹسمینوں کی کارکردگی مایوس کن رہی

اسکور بورڈ

[illegible]

نیویارک میں چھٹے پاکستانی کا قتل

[illegible]

غیر ملکی سیاسی جماعتوں کے نمائندے ...

[illegible]

لیبیا میں پاکستانی کارکنوں کو جبری فوجی تربیت دی جاتی تھی!

معاہدے کے تحت لیبیا سے آنے والے پاکستانیوں کی پہلی کھیپ کراچی پہنچ گئی

[illegible]

گرفتاریاں

[illegible]

ضمیر کی آواز

[illegible]

ایران کے قبضے میں امریکہ کی خفیہ دستاویزات نے سی آئی اے کی کارکردگی مجروح کردی

[illegible]

بے نظیر کو لاڑکانہ منتقل کردیا گیا

[illegible]

مختصر مختصر اشتہارات

ضرورت رشتہ

ٹورانٹو میں مقیم صاحب خاتون کے پڑھے لکھے برسر روزگار لڑکے کیلئے مشرقی عادات و اطوار رکھنے والی جاذب نظر لڑکی کا رشتہ مطلوب ہے۔ عمر ۲۰ تا ۲۵ سال کے درمیان ہو۔ تفصیلات کیلئے اس پتہ پر خط لکھیے۔

AHMED
C/O AL-HILAL

●

امریکہ میں مقیم ۳۴ سالہ پاکستانی نوجوان کے لئے ایک انتہائی شریف اور مذہب کی پابند مسلمان لڑکی کا رشتہ مطلوب ہے جس میں اچھی بیوی بننے کی صلاحیتیں موجود ہوں۔ صورت شکل اور ذات پات کی کوئی قید نہیں۔ خواہشمند حضرات پتہ ذیل پر مکمل تفصیلات کے ساتھ خط لکھیں:

A.
P. O. BOX A - 3184
CHICAGO, ILL. 60690

●

لاہور کے شریف خاندان سے تعلق رکھنے والی مطلقہ خاتون، سکونت ٹورانٹو کیلئے شریف النفس پنجابی مسلمان کا رشتہ مطلوب ہے۔ عمر ۵۰ سال سے اوپر ہو اور شادی شدہ زندگی گزارنے کے بارے میں سنجیدہ ہو۔ محض امیگریشن حاصل کرنے کے خواہشمند توجہ نہ فرمائیں۔

Q.S. C/O AL-HILAL

"سوہنی دھرتی" لاس اینجلس میں پاکستانی ریڈیو پروگرام

لاس اینجلس کی تاریخ میں "سوہنی دھرتی" پہلا خالص پاکستانی ریڈیو پروگرام ہے جس کا آغاز ۸ ماہ پیشتر کیا گیا تھا۔ یہ پروگرام ہر منگل کو نو سے دس بجے شب KMAX 107.1 FM سے نشر کیا جاتا ہے۔

اس پروگرام میں پاکستانی نغموں کے علاوہ سوہنی دھرتی کے مہمان کے عنوان کے تحت سماجی، معاشی، تہذیبی، تعلیمی اور مذہبی موضوعات پر سامعین سے گفتگو باقاعدگی سے نشر کی جاتی ہے۔ اہم مواقع پر علماء اور ماہرین کی خصوصی تقاریر کا اہتمام بھی کیا جاتا ہے۔

یہ پروگرام نیر جہاں اور خالد بیگ پیش کرتے ہیں۔ اس پروگرام میں اشتہار دینے یا اس کے لئے مالی عطیات دینے یا مزید تفصیلات کیلئے فون کیجئے:

213-748-2005

مختصر اشتہارات کا معاوضہ صرف ۵ ڈالر ہے جس کی پیشگی ادائی ضروری ہے۔

Khider Printing
Presents
The "M.M.D": Muslim Metropolitan Directory to serve Residences & Businesses for free inclusion in the first MMD Please send your name, address and phone No:
To
Khider Printing
449 Dovercourt Rd. Toronto, Ont. M6H 2W3
Arabic Translation, Typesetting & Caligraphy
Resonable Prices.
CALL (416) 536 8589

(416) 495-0149 G.A. (Rab) RABBANI
CTM CANADA LIMITED
WILL INSTALL AND SERVICE ALL TYPES OF PERIPHERALS!
- disc drives
- card punches
- CPU's
- Printers
- tape drives
- card readers
- micros
- terminals

Well qualified technical support is available.
We offer a wide range of service options.
For prompt and proper service call (416) 495-0149.
CTM CANADA LIMITED
920 Denison Street, Unit 5 Markham, Ontario L3R 3K5

۳۵۰ رکنی وفاقی کونسل کے لئے ۲۸۷ ارکان کے ناموں کا اعلان

۱۳۶ ارکان کا تعلق پنجاب سے ۷۱ کا سندھ سے ۵۲ کا سرحد سے اور ۱۸ کا بلوچستان سے ہے

اسلام آباد ——— وفاقی شوریٰ کے اعلان کے مطابق جو ارکان نامزد کئے گئے ہیں ان کی فہرست جاری کی گئی ہے۔ پنجاب سے ۱۳۶، سندھ سے ۷۱، سرحد سے ۵۲ اور بلوچستان سے ۱۸ ارکان کے نام شامل ہیں۔

سندھ

[illegible]

بلوچستان

[illegible]

سرحد

[illegible]

پنجاب

[illegible]

لاہور کے علاقے سے تخریبی سرگرمیوں میں ملوث ۱۲ افراد گرفتار

ملزموں سے روسی ساخت کا اسلحہ اور گولہ بارود برآمد کر لیا گیا

لاہور ——— کنٹونمنٹ ٹریبیون رپورٹر

گزشتہ تین ہفتوں کے دوران مختلف علاقوں سے تخریبی سرگرمیوں میں ملوث ۱۲ افراد کو گرفتار کر لیا۔ ڈپٹی انسپکٹر جنرل پولیس لاہور رینج جہانزیب برکی نے پریس کانفرنس سے خطاب کرتے ہوئے بتایا کہ ملزموں کے قبضے سے روسی ساخت کا جدید اسلحہ اور گولہ بارود برآمد کیا گیا۔ گرفتار شدگان لاہور کے مختلف علاقوں کے رہنے والے ہیں اور ان کا تعلق دہشت پسند تنظیم الذوالفقار سے ہے۔

ان ملزموں کے قبضے سے جو اسلحہ برآمد ہوا ہے اس میں دو سب مشین گنیں، تین اسٹین گنیں، ۹ پستول، دس دستی بم، پستول اور مشین گنوں کی چھ سو گولیاں شامل ہیں۔ یہ اسلحہ ایک شخص جمیل خان نے کابل سے پشاور اور پھر پشاور سے لاہور منتقل کیا۔ اس گروپ کا سراغ دو ہفتے قبل ایک واقعے کے بعد ملا ... ان ملزموں کو گرفتار کیا گیا اور ان سے پوچھ گچھ کے نتیجے میں دوسرے ملزموں اور اسلحہ و گولہ بارود وغیرہ کا پتہ چلا۔

الذوالفقار کے دو سرگرم کارکنوں کو دس سال قید کی سزا

راولپنڈی ——— خاص نامہ نگار

کالعدم پیپلز پارٹی اور تخریب کار تنظیم الذوالفقار کے دو سرگرم کارکنوں کو تعزیرات پاکستان کی دفعہ ۱۲۴ الف اور ۱۴ اور مارشل لاء کے ضابطہ ۳۳ اور ۱۳ کے تحت دس دس سال قید بامشقت کی سزا دی گئی ہے۔ کارکن محمد شفیع شیخ اور کامران رضوی ہیں جنہیں اپریل کو لال کرتی میں ... پولیس نے گرفتار کیا تھا اور ان کے قبضے سے تخریبی لٹریچر اور ... برآمد ہوا تھا۔

ہوئے تھے ان کے خلاف عوام کو تخریب کاری کے لئے بھڑکانے، حکومت کے خلاف نفرت پھیلانے اور ملک کے خلاف سازش کرنے کے الزام میں مقدمہ چلایا گیا تھا۔ ان پر تخریب کاری کا تربیت حاصل کرنے اور لوگوں کو بھڑکانے کا الزام لگایا گیا تھا۔ خاص فوجی عدالت کے سربراہ کرنل ... نے فیصلہ سنایا۔

نورانی کا حکومت پنجاب پر مقدمہ

لاہور ——— جمعیت علماء پاکستان کے سربراہ مولانا شاہ احمد نورانی نے لاہور ہائیکورٹ میں پنجاب کی حکومت کے خلاف توہین عدالت کی درخواست دائر کی ہے۔ عدالت عالیہ نے ہدایت کی تھی کہ حکومت مولانا شاہ احمد نورانی، مولانا عبدالستار خان نیازی اور ملک اکبر ساقی کو ان پر عائد پابندیوں کی وجوہات ۱۴ روز کے اندر فراہم کرے لیکن حکومت نے یہ وجوہات فراہم نہیں کیں۔

سعودی عرب نے اسرائیل کو تسلیم کر لیا!

امریکہ کے صدر ریگن کا دعویٰ

واشنگٹن ——— امریکہ کے صدر ریگن نے کہا ہے کہ سعودی عرب کے ولی عہد شہزادہ فہد نے مشرق وسطیٰ کا مسئلہ حل کرنے کے لئے جو تجاویز پیش کی ہیں وہ مذاکرات کی بہت اچھی بنیاد بن سکتی ہیں۔ صدر ریگن نے کہا کہ سعودی عرب نے اسرائیل کو تسلیم کیا ہے۔

شاہ کباب نہ ویکھے تے کی ویکھے؟

حلال گوشت سے تیار شدہ گرما گرم ذائقہ دار

لذیذ کباب۔ چکن تکہ اور

کڑاہی گوشت | پلاؤ | بریانی

اس کے علاوہ نفیس مٹھائیاں

MANZIL RESTAURANT

Sweets & Snacks

1431 GERRARD ST. EAST TORONTO, ONT.

Tel. 466-5824

KHALID BUKHARI & BROTHERS

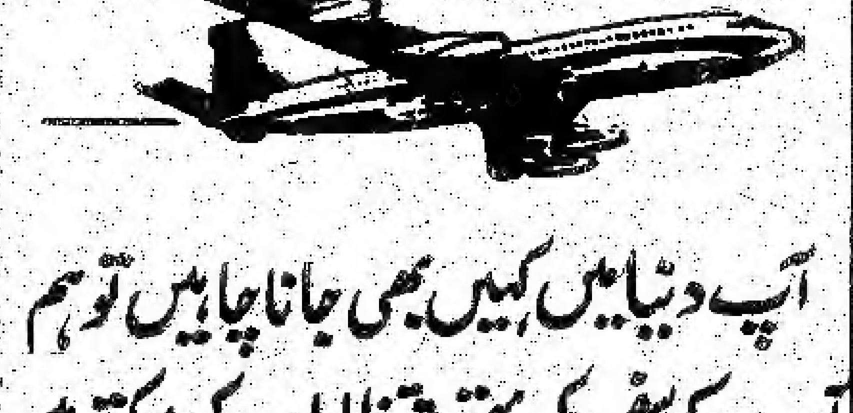

آپ دنیا میں کہیں بھی جانا چاہیں تو ہم

آپ کے سفر کے بہتر انتظامات کر سکتے ہیں

M&J TRAVEL

1240 BAY ST., TORONTO, ONTARIO, CANADA M5R 2A7

TEL. (416) 960-8348 — 960-8475

اسلام آباد کے ہوائی اڈے پر ڈیوٹی فری شاپ

اسلام آباد ——— اسلام آباد کے بین الاقوامی ہوائی اڈے پر ایک ڈیوٹی فری شاپ کھول دی گئی ہے جس میں دوسرے ملکوں سے وطن واپس آنے والے پاکستانی عام بین الاقوامی قیمتوں پر خریداری کر سکیں گے۔ اس شاپ میں ٹی وی، سی آر، ریفریجریٹر، کپڑے، استری، گھڑیاں، ایئر کنڈیشنر اور ٹیپ ریکارڈر جیسی اشیاء دستیاب ہوں گی۔ اسی طرح کی ایک شاپ جلد ہی لاہور کے ہوائی اڈے پر بھی کھول جائے گی۔ کراچی میں ڈیوٹی فری شاپ پہلے ہی موجود ہے۔

۱۹۸۲ء بھارت کے مسلم نوجوانوں کا سال

علی گڑھ ——— آل انڈیا مسلم یوتھ کنونشن ۱۹۸۲ء کو مسلم نوجوانوں کے سال کے طور پر منائے گا ...

جماعت کے اختتام پر دہلی میں ایک مسودہ اجلاس میں مسلم نوجوانوں کے مسائل پر غور کیا جائے گا۔ کنونشن کے کنوینر جناب جاوید حبیب نے ایک پریس کانفرنس سے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ اجلاس میں تقریباً بھارت میں مسلمان آبادی کو درپیش مسائل پر غور کیا جائے گا۔ کنونشن خاص طور پر مسلم دشمن پروپیگنڈے کی وجہ سے بلایا جا رہا ہے۔ انہوں نے کہا کہ مسلمانوں کو بطور خاص نشانہ بنایا جا رہا ہے۔ انہوں نے اس سلسلے میں دولت کے استعمال کا الزام عرب ممالک پر لگانے کو بے بنیاد قرار دیا۔

مولانا فضل الرحمٰن تین ماہ تک سندھ میں نہیں جا سکتے

کراچی ——— حکومت سندھ نے مولانا فضل الرحمٰن کے صوبے میں داخلے پر ۹۰ دن کے لئے پابندی لگا دی ہے۔ یہ پابندی تحفظ امن عامہ کے آرڈیننس کے تحت لگائی گئی ہے۔ مولانا فضل الرحمٰن کراچی آنے والے تھے۔

مسلم کمرشل اور الائیڈ بینک کو حبیب اور یونائیٹڈ بینک میں ضم کرنے کا فیصلہ

ادغام ۳۱ دسمبر کے بعد عمل میں آئے گا۔ سبکدوش ہونے والوں کی فہرست بن گئی

لاہور ——— معلوم ہوا ہے کہ حکومت پاکستان نے اصولی طور پر قومیائے گئے بینکوں میں سے دو بینکوں کو حبیب بینک اور یونائیٹڈ بینک میں ضم کرنے کا فیصلہ کیا ہے۔ جن دو بینکوں کو ضم کیا جائے گا وہ مسلم کمرشل بینک اور الائیڈ بینک ہیں۔ ان بینکوں کا ادغام ۳۱ دسمبر کے بعد عمل میں آئے گا۔

ادغام کے بعد ان بینکوں کے منیجروں اور دوسرے عملے کو ان کے فرائض سے سبکدوش کر دیا جائے گا جن دوسرے حکام کو ان کی ملازمت سے سبکدوش کیا جائے گا ان کی فہرست مرتب کر لی گئی ہے۔

جیتی جاگتی زندگی ـــــ ش فرخ آپ کے نفسیاتی مسائل کا حل پیش کرتی ہیں

ہمارے گھر کی دیواروں پہ ناصرؔ اداسی بال کھولے سو رہی ہے

ہمارے مالی حالات بہت خراب ہیں۔ میری عمر ۔۔۔ سال ہے مگر ان حالات سے مجبور ہو کر پڑھائی ترک کر دی۔ آپ سے کوئی فرمائش کروں تو یہ کہہ کر ٹال دیتے ہیں کہ میں تمہارا باپ ہوں۔ اپنے لئے کوئی اور باپ تلاش کرو۔

میں گھر میں سب سے چھوٹی ہوں۔ میری بہن شادی شدہ ہے۔ لیکن اس کی شہرت اچھی نہیں ہے۔ کچھ عرصہ قبل نوکری کی تلاش میں اس کے پاس گئی وہاں مجھے بہت سے مصائب کا سامنا کرنا پڑا۔ میں ایک شخص "ح" کے چکر میں آ گئی۔ اس نے مجھے ملازمت دلانے کا جھوٹا وعدہ کیا اور میرا استحصال کرتا رہا۔ اس وجہ سے میں غلط ہاتھوں میں چلی گئی۔ میں نے کوشش کی کہ "ح" مجھ سے شادی کر لے پہلے وہ مجھے محبت نامے لکھتا تھا جب میں نے شادی کی خواہش ظاہر کی تو برا بھلا کہنے لگا۔ میں گناہ گار ہوں۔ لیکن میں "ح" سے انتقام ضرور لوں گی۔

خدا کرے ہمارا باپ مر جائے اگر وہ مر جائے گا تو عورت یہی دکھ ہو گا کہ باپ نہیں ہے۔ ہمارا گھر روز روز کے لڑائی جھگڑوں سے تو بچ جائے گا۔ میں "ح" سے کس طرح بدلہ لوں۔ اگر میں اس کے خلاف مقدمہ درج کراؤں تو اس کی پیروی کے لئے رقم نہیں۔

ہمارے گھر کی ساری چھتوں میں دیمک لگ گئی ہے ڈر لگتا ہے کہ کہیں چھت ہم پر گر نہ جائیں کیا اس دنیا میں غریب کو زندہ رہنے کا کوئی حق نہیں۔ مجھے اب ملازمت کے نام سے ہی خوف آتا ہے۔ مجھے اس شوق نے بہت ذلیل کیا ہے، میں بہت بدنصیب ہوں۔ جس سے محبت کرتی ہوں وہ نفرت کرتا ہے جسے اپنا کہتی ہوں وہ ٹھکرا دیتا ہے۔

ایک لڑکی

آپ نے اپنے نام کے ساتھ بدنصیب بھی لکھا ہے۔ خود کو بری لڑکی بھی کہا خود کو مجرم کہنے سے ان تمام برائیوں کا ازالہ نہیں ہو سکتا۔ جن سے بچنا آپ کے اپنے اختیار میں تھا۔ تیرا اچھے نصیب اور برے نصیب دونوں عارضی ہوتے ہیں۔ اس لئے یہ آپ کی شخصیت کی پہچان نہیں بن سکتے۔ ضرورت صرف اس بات کی ہے کہ خراب حالات میں صبر و تحمل سے کام لیں۔ اپنا جو حلقہ احباب ترتیب دیں کہ کوئی شخص آپ کو کوئی فائدہ پہنچانے کے وعدے پر آپ کو ناقابل تلافی نقصان پہنچا رہے۔

آپ "ح" سے خفا ہیں۔ اس سے بدلہ لینا چاہتی ہیں اس سے کوئی فائدہ نہیں ہو گا۔ آپ نے خود اقرار کیا ہے کہ آپ کی بہن کی شہرت اچھی نہیں۔ اس کا میل جول برے لوگوں سے ہے وہ آپ کو بھی اپنی راہوں میں ڈالنا چاہتی تھیں۔ اگر آپ کو اپنے اوپر اختیار ہوتا تو جس راہ میں پر احتیاط سے قدم رکھتے ہوئے لوٹ آتیں۔

باپ کی موت کی خواہش دراصل وہ نفرت ہے جو ان کے رویے سے آپ کے دل میں پیدا ہوئی۔ اس کا سبب وہ پشیمانی بھی ہے کہ کاش میں غلط ہاتھوں میں نہ جاتی۔ کاش ہمارا باپ ہماری سرپرستی کرتا۔ اب خدا جانے کس کا قصور وار ہے کیا آپ کی فرمائش آپ کے والد کی استطاعت سے باہر ہو گئی تھیں یا وہی اپنے فرائض سے غافل ہو گئے۔

جو ہونا تھا ہو چکا گھر کی چھتوں میں لگی ہوئی دیمک وقت سے نہیں۔ چھتیں تبدیل ہو جائیں گی۔ لیکن برائی کی دیمک ہمارے گھر کو چاٹنے لگے تو ہر خوشی زندگی سے ۔۔۔

یہ شکایت نہ کریں کہ وہ محبت کا جواب محبت سے نہیں دیتے۔ یہ دیکھیں کہ آپ کا انتخاب کیا تھا۔ "ح" جیسے برے شخص سے محبت کریں گی تو یہ باتیں کچھ عجیب بات پتہ نہیں ہوں گے۔ محبت اور نفرت سے غربت دور ہو سکتی ہے۔ لیکن غریب شخص قناعت کا دامن چھوڑ کر اپنی اوقات سے زیادہ کی خواہش کرے تو پھر اس کا جینا دوبھر ہو جاتا ہے۔

عقیدے کی مجبوری

میرا اس ملک میں کوئی رشتے دار نہیں ہے۔ میری عمر تیس سال ہے۔ میں ایک فیکٹری میں کام کرتا ہوں۔ معقول تنخواہ ہے۔

میں نے چند گھرانوں میں شادی کی بات کی لیکن وہ لوگ پڑھا لکھا لڑکا چاہتے ہیں۔ میری تعلیم میٹرک ہے۔ انگلش بول لیتا ہوں۔ جن گھرانوں میں بات کی ان کی لڑکیاں قبول صورت ہیں۔

حالات سے مایوس ہو کر میں ایک غیر مذہب کی لڑکی سے شادی کے بارے میں سوچ رہا ہوں۔ لڑکی خوبصورت ہے اور مجھ سے شادی پر رضامند ہے، لیکن وہ اپنا مذہب تبدیل نہیں کرنا چاہتی۔ کہتی ہے کیا فرق پڑتا ہے۔

افسوس اس بات کا ہے کہ پورے برطانیہ میں اتنی پاکستانی لڑکیاں ہیں۔ لیکن مجھے کوئی لڑکی نہیں ملتی۔ میرا تعلق پاکستان کے شہر جہلم سے ہے۔

الف۔ م

آخر آپ کے آبائی شہر میں بھی تو لڑکیاں ہوں گی۔ آپ کیوں نہیں وطن چلے جاتے۔ یہ ضروری نہیں ہے کہ آپ یہیں پر کسی پاکستانی لڑکی سے شادی کریں۔ ویسے بھی یہاں رہنے والے ایشیائیوں کی خواہش ہوتی ہے کہ اپنی بیٹی کے لئے اپنے کسی بھانجے بھتیجے کا رشتہ حاصل کریں۔ تاکہ ایک تیر سے دو شکار والی بات ہو جائے۔ بیٹی کا فرض ادا ہو جائے۔ اور لڑکے کا مستقبل بہتر ہو جائے، وہ یہاں آ جائے۔

اکثر ایسے ہوا ہے کہ لڑکے غیر مذہب کی لڑکیوں سے شادی کر لیتے ہیں۔ اور دونوں میاں بیوی اپنے اپنے عقیدے پر کاربند رہتے ہیں۔ کیوں یہ تو بہت ذاتی معاملہ ہے۔ کسی کو اپنے عقیدے کے لئے مجبور نہیں کیا جا سکتا۔ وہ لڑکی پرخلوص معلوم ہوتی ہے۔ ممکن ہے شادی کے بعد وہ خود ہی آپ کے عقیدے کی قائل ہو جائے۔ اس کا انحصار آپ کی محبت اور مفاہمت پر ہے۔

نامہ و پیام

وہ میری سہیلی ہے۔ "ج" سے ایک شادی کی ایک تقریب میں اس کی ملاقات ہوئی۔ "ج" نے اس سے خط و کتابت کرنے کی خواہش کی میری سہیلی ایک شریف لڑکی ہے۔ لیکن وہ اس لڑکے سے بے حد متاثر ہوئی۔ ویسے بھی اس کے گھر کے حالات اچھے نہیں۔ اس کی والدہ فوت ہو چکی ہے۔ سوتیلی ماں اچھا سلوک نہیں کرتی۔ اس لئے وہ "ج" کی چکنی چپڑی باتوں سے بہک گئی وہ اس کا رشتہ مانگ چکا ہے۔ اس لئے گھر میں بھی آنے جانے لگا۔

چند روز ہوئے اس نے مجھے بتایا کہ "ج" اس کے ساتھ عشق و فلرٹ کر رہا ہے۔ وہ مجھ سے بھی کہتا تھا کہ میری بہن کی شادی ہو جائے پھر میں تمہارے گھر رشتے کے لئے ابا کو بھیجوں گا لیکن ہمیں پتہ چلا کہ وہ اپنی ماموں زاد سے شادی کرنا چاہتا ہے۔ اس کے ماموں لندن میں ہیں۔ ہم نے یہ بھی سنا ہے کہ اس کے ماموں نے اپنی بیٹی کا رشتہ دینے سے انکار کر دیا ہے۔ اب سنا ہے کہ وہ اپنی کزن کے ساتھ بھی خط و کتابت کرتا ہے۔

"ج" کبھی اس سے کہتا ہے کہ اگر ہو سکے تو چند سال میرا انتظار کر لو۔ ورنہ کوئی اچھا رشتہ مل جائے تو شادی کر لینا اس کا کیا مطلب ہے؟

ساجدہ۔ گلاسگو

اس کا مطلب یہ ہے کہ "ج" لڑکیوں سے خط و کتابت کرنے کا شوقین ہے۔ کچھ لوگ اس طرح بھی اپنے جذبات کو تسکین دیتے ہیں۔ پھر لڑکیاں بھی تو خط و کتابت سے متاثر ہو کر جلد سنجیدہ ہو جاتی ہیں۔ مذاق سمجھ کر کہا جاتا ہے دل لگی کا ایک مشغلہ ٹھہرا۔

وہ آپ کی سہیلی کو شادی کا چکمہ دے رہا ہے تاکہ اپنا تعلق برقرار رکھے۔ وہ خط لکھتی ہے اس کے گھر جانے تو خوش آمدید کہے۔ وہ دل سے یہی چاہتا ہو گا کہ کسی طرح ماموں مان جائیں اور وہ ان کا داماد بن جائے۔ اس طرح برطانوی شہریت مل جائے گی۔ یہ ایک عام رجحان ہے وہ اپنے ارادے میں کامیاب ہو یا نہ ہو یہ الگ معاملہ ہے۔

اپنی پیاری سہیلی کو یہ مشورہ دیں کہ اس چکر میں اپنا وقت اور اپنا "اسکوپ" برباد نہ کرے۔ کیوں ایک خود غرض شخص کے ہاتھوں کھلونا بننے پر تلی ہے۔

مصنوعی دانت

میرا نام ۔۔۔ ہے۔ سوچتی ہوں کہ اپنا نام بدل لوں پھر خیال آتا ہے کہ نام سے کیا ہوتا ہے۔ شخصیت اچھی ہونی چاہئے۔ لیکن میرے دانت سیدھے نہیں ہیں بلکہ وہ ٹیڑھے میڑھے ہیں۔ دانت بالکل صحیح ہیں ویسے میری رنگت سرخ و سفید ہے۔ کیا میں مصنوعی دانت لگوا لوں۔ کیا یہ ٹھیک ہو سکتے ہیں۔

فرخ۔ لیڈز

کیوں نہیں آپ کے ٹیڑھے میڑھے دانت ضرور ٹھیک ہو سکتے ہیں۔ بشرطیکہ آپ اپنے سارے دانت نکلوانے کی تکلیف اور نئے دانت لگوانے کے اخراجات برداشت کر سکیں لیکن میرا خیال ہے کہ قدرتی چیز کو بہتر بنانے کی کوشش میں خود کو مصنوعی چیزوں کے حوالے کر دینا دانشمندی نہیں۔ اس عمر میں مصنوعی بتیسی خریب نہیں دیتی۔ ویسے بھی اس کے سو جھنجھٹ ہیں۔ بیٹھی لکھاں کرو بات کرنا۔ خصوصاً رات کے وقت اس حالت میں آئینہ دیکھیں گی تو سوچیں گی کہ میں نے کیا کر لیا۔ میری شکل بغیر دانتوں کے کتنی بگڑی لگتی ہے۔ میں نے اپنی شکل خود ہی بگاڑ لی۔ قدرتی دانتوں کے فرق میں اسے پہلے سے زیادہ بڑا بنا لیا۔

آپ کی یہ بات صحیح ہے کہ نام سے کیا فرق پڑتا ہے شخصیت اچھی ہونی چاہئے۔ لیکن کیا کبھی آپ نے یہ سوچا کہ آخر آپ کی شخصیت کیسی ہونی چاہئے؟ آپ کو اسے بہتر بنانے کے لئے کیا کرنا چاہئے۔ ایک تو یہی کہ آپ پُرکشش نظر آنا چاہئے۔ آپ میں نسوانیت ہو۔ آپ کا نام ایسا ہو کہ اسے سن کر لوگوں کے ذہن میں ایک جاذب نظر لڑکی کی تصویر گھوم جائے۔ ویسے اکثر ایسے ہوا ہے کہ نام تو بالکل شہزادی جیسا ہے لیکن قد کاٹھ میں اس نام کی جھلک تک نہیں ہوتی۔ پھر آپ کا نام ایسا برا بھی نہیں۔ اس کا ایک حصہ تو بالکل لڑکیوں کا سا ہے آپ خود کو اسی نام سے کیوں نہیں متعارف کروائیں۔

آپ یقیناً ذہین بھی ہوں گی۔ آپ اللہ تعالیٰ کے ناچیز بندے ہیں۔ ہمیں اس کے فضل و کرم کی ضرورت ہے۔ لیکن کچھ ہمیں بھی تو کرنا چاہئے۔ ہاتھ پر ہاتھ رکھ کر بیٹھے رہنے سے کسی ارادے کی تکمیل میں اس کا فضل و کرم شامل نہیں ہوتا۔ عملی کوشش ہمارا کام ہے۔

میں اور میری سوچیں

میں سوچتی رہتی ہوں کہ میرے سب بہن بھائی مجھ سے بہتر ہیں۔ میں بہت سادہ ہوں۔ لوگوں کے سامنے بات کرتے ہوئے گھبراتی ہوں۔ کسی وقت تو ٹھیک ٹھاک باتیں کرتی ہوں۔ لیکن جب یہ محسوس ہو کہ سب میری طرف متوجہ ہیں تو گھبرا جاتی ہوں۔ پھر منہ سے کوئی جملہ نہیں نکلتا۔ اور ٹانگیں اکثر جاتی ہیں۔

کچھ عرصہ بعد میری شادی ہونے والی ہے۔ ان کی ملازمت ایسی ہے کہ ملنے والوں کے حلقے میں اکثر دعوتیں ہوتی رہتی ہیں۔ پھر میرا کیا ہو گا۔ میری تعلیم ایف۔ اے تک ہے۔ لیکن اکتا جاتا کچھ نہیں۔ اوپر سے میرے منگیتر کو یہ پتہ چل گیا ہے کہ میں انگریزی میں کمزور ہوں۔ سوچتی ہوں کہ شادی سے پہلے اپنی انگریزی کی اہلیت بہتر بنا لوں۔ میں ذرا ذرا سی بات پر رونا شروع کر دیتی ہوں، اپنے اوپر ضبط کرتی ہوں۔ پھر بھی آنسو نکل آتے ہیں۔ میں کسی کی ناراضگی برداشت نہیں کر سکتی۔ کوئی مجھ سے پیار کرے تو جی چاہتا ہے اپنی جان اس پر قربان کر دوں۔ میرے ابو فوت ہو چکے ہیں۔ اگر کوئی مجھے بیٹی کہہ کر بلائے تو مارے خوشی کے آنسو نکل آتے ہیں۔

آپ مجھے کوئی اچھا سا مشورہ دیں۔ جب میں ایک مکمل لڑکی بن گئی اور میری تمام خامیاں ختم ہو گئیں تو آپ کو خط لکھوں گی۔

ن۔ الف۔ برمنگھم

گویا اب آپ کا خط کبھی نہیں آئے گا۔ کیونکہ یہ تو ہو نہیں سکتا کہ آپ کی تمام خامیاں ختم ہو جائیں اور آپ مکمل لڑکی بن جائیں۔ چاہے آپ کی انگریزی اچھی ہو جائے یا آپ دعوتوں میں لوگوں کے ہجوم سے گھبرانا چھوڑ دیں یا اتنا پڑھ جائیں کہ خود کو بہن بھائیوں سے بہتر سمجھنے لگیں۔ ان خوبیوں کے باوجود آپ کی شخصیت کی تکمیل نہیں ہو سکتی۔ ایسا کبھی نہیں ہو سکتا۔

خدا کرے ایسا وقت آپ کی زندگی میں کبھی نہ آئے جب آپ یہ سمجھنے لگیں کہ اب آپ ہر کام میں ماہر اور ہر طرح مکمل ہو چکی ہیں اور آپ میں اب کوئی کمزوری باقی نہیں رہی کیونکہ یہی زعم بہت سی ناکامیوں کا پیش خیمہ بن جاتا ہے۔ انسان کو اگر یہ احساس رہے کہ اس میں فلاں فلاں کمزوری ہے تو وہ خود کو بہتر بنانے کی سوچتا ہے۔

آپ کو یہ پریشانی ہے کہ آپ کی انگریزی کی استعداد کمزور ہے۔ اور عنقریب آپ کی شادی ہونے والی ہے، آپ کے منگیتر انگریز تو نہیں ہیں نا۔ یعنی وہ اردو سمجھتے ہیں ان سے انگریزی میں بات کرنا ضروری نہیں۔ پھر بھلا پریشان ہونے کی کیا بات ہے۔ یہ بین الاقوامی زبان ہے آنی چاہئے لیکن نہ آتی ہو تو کوئی مضائقہ نہیں۔

شادی کے بعد جب آپ شوہر کی رفاقت میں دعوتوں میں جائیں گی تو معاملہ مختلف ہو گا۔ آپ خود کو بہتر اور زیادہ بااعتماد پائیں گی۔ آپ میزبان بھی بنیں گی۔ میزبان بن کر مہمانداری کے آداب آ جاتے ہیں۔ پھر کسی کے ہاں مہمان بننے سے بھی نہیں گھبرائیں گی۔

ڈاکٹر بشیر نارو گرفتار

سکھر ـــــ مقامی پولیس نے پیپلز پارٹی کی مقامی سرگرم رکن بیگم ڈاکٹر بشیر نارو کو گرفتار کر لیا ہے پولیس ذرائع کے مطابق انہیں پاکستان کی الذوالفقار کی سرگرمیوں میں ملوث ہونے اور لالہ اسد کی ساتھی ۔۔۔ قریشی کو پناہ دینے کے سلسلے میں پوچھ گچھ کرنے کے لئے حراست میں لیا گیا ہے لالہ اسد پولیس کے ساتھ مقابلے میں مارا گیا تھا۔

بھارت کے لئے پاکستانی لوہا

کراچی ـــــ پاکستان سٹیل کارپوریشن نے بھارت کو ۔۔۔ ہزار ٹن لوہا برآمد کرنے کے انتظامات مکمل کر لئے ہیں۔ اس سے قبل ۔۔۔ ہزار ٹن لوہا بھارت کو فروخت کیا گیا تھا جو بھارت روانہ کیا جا چکا ہے۔

حلال گوشت • چوزے
مرغیاں • گروسری
تازہ ترین سبزیاں، اور پاکستان و انڈیا کے مصالحہ جات
ZABEEHA STORE
MEAT & GROCERY
1536 WARDEN AVENUE SCARBOROUGH, ONT.
TELEPHONE: 445-1272

منتخب افسانہ — اعجاز احمد فاروقی

معروف افسانہ نگار جناب اعجاز احمد فاروقی کے قلم نے افغانستان کے المیے کو جس طرح محسوس کیا، وہ اپنی مثال آپ ہے۔

دس سپاہی سات ملنگ

ایک نے کہا یہ تو زیارت معلوم ہوتی ہے دوسرے نے کہا یہ تو کوئی مزار معلوم ہوتا ہے۔ تیسرے نے کہا یہ کوئی خانقاہ معلوم ہوتی ہے چوتھے نے کہا یہ کہیں کوئی گوریلوں کی کمین گاہ نہ ہو پھر چوتھے کی شکیہ رائے اور اندازے نے سب کے ذہنوں میں ایک وسوسہ پیدا کر دیا، اور چند منٹ کی باہمی گفتگو نے سب کو اس اقدام کے لیے ہم خیال بنا دیا کہ ہوشیار رہنے کے لیے اس خانقاہ کا محاصرہ کر لیا جائے۔ چنانچہ روس کے دس شیار گشت کے روسی سپاہی خانقاہ کا محاصرہ کرنے کے لئے چل پڑے وقت ایسا تھا جس کے بارے میں لکھا جاتا ہے کہ آدھی رات ادھر آدھی رات ادھر، سوتے سنسان جاگے پاک پروردگار۔ روس کے فوجی سپاہیوں نے بہت آسانی کے ساتھ اس پہاڑی اور پہاڑیوں میں گھری ہوئی خانقاہ کا محاصرہ کر لیا اور اس کے چاروں کا اچھی طرح جائزہ لیا کہ کہیں کوئی اسلحہ وغیرہ تو پوشیدہ نہیں۔ جب وہ اس تلاش سے مطمئن ہو گئے تو انہوں نے اپنی پوری توجہ خانقاہ پر مرکوز کی جو اس پہاڑی علاقے میں صرف ایک کمرے پر مشتمل تھی اور پتھروں اور لکڑی سے تعمیر کی گئی تھی۔

خانقاہ کے اندر سات ملنگ تھے اور ایک والہانہ رقص میں مصروف تھے انہیں کچھ علم نہیں تھا کہ باہر کیا ہو رہا ہے وہ حق ہو حق کی آوازیں بھی نکال رہے تھے انہیں اپنے گھر جانے کا بھی علم نہیں تھا کہ سب شلوار قمیص میں تھے جن کا رنگ سبز تھا۔ سب کے سب پسینے میں تر ہو رہے تھے۔ کمرے میں دو تین سرسوں کے تیل کے دیے ٹمٹما رہے تھے اور کمرے کے عین درمیان کوئی فٹ بھر جگہ کھدی ہوئی تھی۔ جس میں لکڑیاں بھری ہوئی تھیں اور وہ جل رہی تھیں اور کمرے کی اندرونی فضا کو گرم کیا ہوا تھا باہر تو بہت تیز سردی تھی آگ اور دیوں کی روشنی حجرے کی درازوں سے باہر نکل رہی تھی۔ اسی نے مشتبہ گشت پر متعین فوجیوں کو اس طرف متوجہ کیا تھا اور وہ اپنا ٹرک سڑک پر چھوڑ کر اپنا شک رفع کرنے کے لیے آ گئے اور خانقاہ کا محاصرہ کر لیا تھا۔

پہلے اس کے گرد و نواح کا اچھی طرح جائزہ لیا تھا اور کوئی ایسی مناسب و موزوں جگہ نہیں ملی تھی جہاں ہلکا یا بھاری اسلحہ چھپایا جا سکتا، البتہ ایک قبر ضرور دکھائی دے رہی تھی قبر کے اوپر جا بہت ہی مختصر لوحے اس بات کی شہادت تھے کہ قبر کو بنے ہوئے بس کوئی آٹھ دس روز ہوئے گے قبر کے سرہانے ایک پتھر بھی نصب تھا جس پر لکھا تھا: حکمت یار آفریدی شہید۔

اسی قبر پر ایک روسی نے دوسرے سے کہا یہ جگہ چند سال کے اندر اندر ایک بہت بڑا کاروباری مرکز بن جائے گا اور یہ جو ملنگو اندر ناچ کود رہے ہیں، عوام کا خوب استحصال کریں گے، مگر اس وقت وہ سب کے سب چوکس تھے اور رقصاں ملنگوں کا تماشہ دیکھ رہے تھے۔ ان کا رقص بہت پُرجوش تھا اور مستانہ تھا اور دیکھنے والوں کے دلوں میں بھی ایک ترنگ سی پیدا کر رہا تھا چند ایک کو اپنی جگہ یہ خیال بھی آیا کہ چونکہ ملنگوں کے پاس گرم کپڑے نہیں، لہذا وہ اسی رقص کے ذریعے اپنے تئیں گرم کر رہے ہیں۔

فوجی دیکھ رہے تھے۔ کمرے کا فرش کچا ہے۔ آگ پر رکھی ہوئی ایک کیتلی میں پانی کھول رہا ہے۔ کمرے میں کوئی بستر، چارپائی اور چٹائی نہیں۔ ایک طرف میلے کپڑوں کا بے ہنگم سا ڈھیر پڑا ہے۔ دو چار برتن، آٹھ دس پیالیاں اور اتنی ہی رکابیاں ادھر ادھر اوندھی سیدھی پڑی ہوئی ہیں حجرے کے اسی قسم کے اندرونی ساز و سامان سے یہ اندازہ ضرور ہو رہا تھا کہ وہ ملنگ وہاں کوئی مستقل رہائش نہیں رکھتے کچھ عجب نہیں کہ وہ سردی کے ستائے ہوئے خانہ بدوش ہوں جو شب بسری کے لئے وہاں رک گئے ہوں۔ وہ سب کے سب قد آور، تنومند اور مضبوط نظر آ رہے تھے، البتہ ان کے لباس اور دیگر اشیاء ان کی غربت اور کسمپرسی کی قسم کھا رہے تھے۔

پھر ایک دم شور ہوا، ہڑبونگ مچی، چوٹ ہوئی اور ان کا رقص رک گیا۔ رقص رکا تو ملنگوں نے دیکھا کہ دس روسی سپاہی حجرے میں آ گئے ہیں اور سب کو بندوقوں کی زد میں لیا ہوا ہے

سات کے سات ملنگ ایک عالم وحشت میں تھے کہ یہ بلائے ناگہانی کہاں سے نازل ہو گئی ہے روسیوں نے انہیں جیپ ٹاپ کر کے دیوار کے ساتھ کھڑا کر دیا۔ ڈٹ کر خانہ تلاشی لی، پھر ملنگوں کی جامہ تلاشی ہوئی۔ ان ہر دو تلاشیوں میں دو چار ٹوٹے پھوٹے چاقو، ایک زنگ آلود چھری ایک کمزور سی کلہاڑی، وہ جملہ اسلحہ تھا جو انہوں نے برآمد کیا۔

جامہ تلاشی اور خانہ تلاشی کے بعد ملنگ دیکھ رہے تھے کہ روسیوں کے چہرے نرم پڑ رہے ہیں، ان کا غیظ و غضب آہستہ آہستہ غائب ہو رہا ہے وہ ایک ہی وقت میں مطمئن اور قدرے خفیف نظر آ رہے تھے وہ آئے تھے چھاپہ ماروں کی تلاش میں اور ہاتھ آئے تھے ناکارہ، نکھٹو اور بے مصرف ملنگ!

پھر آہستہ آہستہ وہ آگ تاپنے لگے۔ سگریٹ سلگائے، آئندہ کا پروگرام بنانے لگے ان کا یہ موڈ دیکھ کر ایک قد آور جواں سال ملنگ ان کے قریب آیا اور پھر آگ، کیتلی پیالی منہ کی طرف کے مختلف قسم کے اشارے کرنے لگا۔ اس کے انداز میں مہمان نوازی کی لجاجت تھی ایک روسی نے دوسرے سے کہا! "یہ ہمیں چائے پیش کرنے کی اجازت مانگ رہا ہے۔" دوسرے نے کہا "اگر اس وقت تازہ اور گرم چائے مل جائے تو کیا بات ہے۔" پھر سب نے مسکراتے ہوئے اجازت دے دی۔

ملنگ چائے تیار کرنے لگے، لیکن روسی ان کی طرف سے ایک لمحے کے لئے بھی غافل نہیں ہوئے۔ ملنگوں نے چائے تو نہیں بنائی۔ البتہ قہوہ بنایا۔ آدھ گھنٹے کے اندر اندر تمام فوجی قہوے کی چسکیاں لگا رہے تھے، رفتہ رفتہ پورے اعتماد کے ساتھ انہوں نے ایک پیالی نہیں، کئی پیالیاں قہوہ پیا۔ اس مشروب نے فوجیوں اور ملنگ افغانیوں کے درمیان بُعد کم کر دیا۔ ان کے درمیان جو تلخی اور سختی تھی، وہ بھی نسبتاً کم ہوئی۔ روسیوں نے ہاتھوں کے اشاروں سے اور ان کی پیٹھ پر تھپکیوں کے وسیلے سے ان کا مختلف انداز سے شکریہ ادا کیا۔ پھر انہیں باہمی گفتگو سے بڑا مزا کیا اور پھر معلوم ہوا کہ یہ ملنگ خانہ بدوش ہیں اور کابل سے غزنی جا رہے ہیں

رات، دن کی طرف سفر کرتی رہی، روسی قہوہ پیتے رہے، افغان ملنگ قہوہ بناتے رہے۔ وقت، مسرور وقت، مست مسرور وقت، مست و مسرور و مخمور وقت گزرتا گیا۔ دس فوجی اور سات ملنگ خادم اور مخدوم بنے رہے۔

پھر سورج نکل آیا، روشنی ہوئی، پرندے اڑے اور خانقاہ کے اندر معلوم نہیں کس روسی سپاہی کی آنکھ کھلی اس نے ایک زور دار انگڑائی لے کر اپنے جسم کی کسلمندی کو ختم کیا، اٹھ کر بیٹھا، ادھر ادھر دیکھا تو دہشت سے اس کی چیخ نکل گئی۔ تمام کے تمام سپاہی مادر زاد برہنہ تھے، بے ہوش اور منہ کے بل اوندھے سیدھے پڑے ہوئے تھے جیسے میدان جنگ میں کام آئی ہوئی لاشیں ہوں۔ ملنگوں کا کہیں پتہ نہیں تھا۔ ان کی بندوقیں، جوتے، نقدی وغیرہ بھی ملنگ اپنا زادِ سفر بنا کر لے گئے تھے اپنا کوئی نشان باقی نہیں چھوڑ گئے تھے۔ ننگا سپاہی گھبراہٹ کے عالم میں باہر نکلا۔ ایک چٹان کی اوٹ سے دیکھا تو سڑک پر ان کا ٹرک بھی کھڑا نہیں تھا۔ رات والی قبر بھی اپنے سرہانے والے پتھر کے لاپتہ تھی۔ تب وہ مزید خوفزدہ اور دہشت زدہ ہو کر اندر آیا اب اس نے وہی طور پر سمجھ لیا تھا کہ افغان گوریلے ان کے ساتھ کیا چال، کیا ہاتھ کر گئے ہیں اس نے بمشکل تمام اپنے ساتھیوں کو بیدار کیا۔ ہوشیار کیا، ہوش تیز بخار چڑھا پھنک رہے تھے۔ وہ پیٹ میں شدید درد کی شکایت کر رہے تھے، باقی جاگ اٹھتے تھے پھر لڑکھڑا کر گر جاتے تھے۔ برہنگی نے انہیں باہمی بعد، کھسیاہٹ، گھبراہٹ اور تشویش کے جہنم میں الگ ڈالا ہوا تھا پھر جیسے جیسے وہ ہوش میں آتے گئے، واپس ہیڈ کوارٹر میں پہنچنے کا خیال انہیں اندر ہی اندر پیٹتا گیا، کھٹتا گیا۔ ہوش میں آنے کے باوجود ان کے ہوش و حواس غائب تھے

> ## ہوش میں آنے کے باوجود ان کے ہوش وحواس غائب تھے

فیض احمد فیض

نظم

آج پھر درد و غم کے دھاگے میں
ہم پرو کر ترے خیال کے پھول
ترکِ الفت کے دشت سے چُن کر
آشنائی کے ماہ و سال کے پھول
تیری دہلیز پر سجا آئے
پھر تری یاد پر چڑھا آئے
باندھ کر آرزو کے پلڑے میں
ہجر کی راکھ اور وصال کے پھول

چلے بھی آؤ کہ گلشن کا کاروبار چلے

اطہر داؤد

"ہم کہ ٹھہرے اجنبی" میں ڈاکٹر ایوب مرزا نے فیض صاحب کے بارے میں بڑے دلچسپ واقعات بیان کر دیئے ہیں۔ مثلاً ایک آتو انہوں نے گورکی اور ایک امریکن کروڑ پتی کے حوالے سے بیان کیا ہے۔ واقعہ کچھ یوں ہے کہ ایک مرتبہ گورکی نے کھانے کی میز پر امریکہ کے ایک کروڑ پتی سے پوچھا کہ وہ روپیہ کیوں کماتا ہے۔ کروڑ پتی نے جواب دیا تاکہ وہ لاکھوں کمائے۔ گورکی نے دوبارہ پوچھا کہ آخر وہ لاکھوں کیوں کمانا چاہتا ہے۔ کروڑ پتی نے بتایا کہ وہ کروڑوں بنائے اسی طرح فیض صاحب کا پالا بھی پاکستان کے ایک کروڑ پتی سے پڑا تھا۔ ایک مرتبہ ایک سیٹھ نے ریڈیو پر فیض صاحب کی یہ غزل سنی "چلے بھی آؤ کہ گلشن کا کاروبار چلے"۔ وہ سیٹھ ان سے ملنے آیا۔ کہنے لگا "فیض بھائی تم پہلا آدمی ہے جو پاکستان کی بات سمجھ کے جیتا ہے، جیتا رہ بابا، تو بہت اچھا آدمی تھا۔ اس ملک پاکستان بنا ہی اس واسطے ہے کہ گلشن کا کاروبار چلتا جائے۔ ہمارے پاس جو پیسہ ہے اور تمہارے پاس جو کچھ (عقل) ہے ہم اپنا پیسہ چلاتا ہے اور تم اپنا عقل چلاؤ"۔

فیض صاحب کو ایک انجینئر کی نصیحت

اسی کتاب میں مرزا صاحب نے ایک اور دلچسپ واقعہ بیان کیا ہے۔ ایک مرتبہ فیض صاحب جمشید پور کے ایک مشاعرے میں تشریف لے گئے۔ پروفیسر شور نے ایک انجینئر سے تعارف کرواتے ہوئے کہا "یہ فیض صاحب ہیں" انجینئر نے صرف "ہوں" کر دیا۔ شور صاحب نے دوبارہ کہا کہ یہ فیض صاحب ہیں۔ اور بڑے شاعر ہیں۔ انجینئر صاحب نے اس مرتبہ بھی "ہوں۔ ہوں" کرنے پر اکتفا کیا۔ شور صاحب کو بڑا غصہ آیا اور بتایا جناب یہ پاکستان کے شاعر ہیں چیف ایڈیٹر ہیں۔ یہ سن کر انجینئر بیچارا چونک پڑا۔ اور فوراً کہا لیکن وہ تو انگریزی کا اخبار ہے۔ "جی ہاں" شور صاحب نے جواب دیا۔ انجینئر نے کہا کہ آپ تو شاعرے میں تشریف لائے ہیں۔ فیض بولے جی ہاں۔ وہ تعجب سے کہنے لگے کہ شاعرہ تو اردو میں ہے۔ الغرض انجینئر صاحب نے فیض کو نصیحت فرمائی "آپ کیوں شعر و شاعری میں اپنا قیمتی وقت ضائع کر رہے ہیں۔ جائیے اپنے اخبار کو ٹھیک طریقے سے چلائیے"۔

fortnightly
al-Hilal
Vol.10, No.20 50 ¢
January 5, 1982
Phone: 424-1989, 493-4374
338 Hollyberry Trail
Willowdale, Ont.
Canada M2H 2P6

ضیاء الحق نے مجلسِ شوریٰ کے قیام کا اعلان کر دیا

شوریٰ اسلامی جمہوری معاشرے کے قیام کیلئے کام کریگی مستقل نمائندہ اداروں کے وجود میں آنیکے بعد شوریٰ ختم ہو جائیگی

شوریٰ کے ارکان کو وزارتی کمیٹیوں میں نمائندگی دی جائیگی

تمام وفاقی کونسلروں کو ان کی ذاتی حیثیت میں منتخب کیا گیا ہے

وفاقی کونسل کے ارکان کو قومی اسمبلی کے ممبروں کا مرتبہ حاصل ہو گا

شوریٰ کا ایک چیئرمین اور چاروں صوبوں سے ایک ایک وائس چیئرمین ہوگا وفاقی وزراء اور وزرائے مملکت بلحاظ عہدہ رکن ہونگے

جب تک صدر چاہیں گے ارکان اپنے عہدوں پر کام کرتے رہیں گے

مجلس شوریٰ انچھالہ منصوبے اور سالانہ بجٹ پر بحث کریگی۔ صدر نے حکم جاری کر دیا

بہرام کورٹ کے سابق چیف جسٹس حمود الرحمن کو سپردِ خاک کر دیا گیا

نماز جنازہ میں مجموعی سیاست ... اور اعلیٰ افسروں نے شرکت کی

... گورنر پنجاب کے ملٹری سیکرٹری نے قبر پر پھول چڑھائے

ایران میں شہداء کے خاندانوں کی بہترین کفالت کی جا رہی ہے صادقی

ایران نے اسرائیل سے اسلحہ حاصل نہیں کیا

فضلی احمد کریم فضلی انتقال کر گئے

بیرونِ وطن پاکستانیوں کا ترجمان

پندرہ روزہ

الہلال

ٹورنٹو کینیڈا

سالانہ زرِ خریداری برائے "الہلال": ستره ڈالر
سالانہ زرِ خریداری برائے "کریسنٹ": ستره ڈالر
سالانہ زرِ خریداری برائے "الہلال و کریسنٹ": اٹھائیس ڈالر

کوپن خریداری

Name ....
Address ....
....
....
Postal Code .... Telephone ....

زرِ خریداری کا چیک "کریسنٹ" کے نام لکھئے اور ذیل کے پتہ پر بھیجئے

338 Hollyberry Trail, Willowdale, Ontario
Canada M2H 2P6

اگر آپ اسلامی تحریک کا بین الاقوامی ترجمان "کریسنٹ" (انگریزی) بطور نمونہ حاصل کرنا چاہیں تو یہاں نشان لگا دیجئے ☐